اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / سترا ہواں اجلاس (تیسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز سوموار مورخہ 8/ستمبر 2025ء بمطابق ۱۴/ربیع الاوّل ۱۴۴۷ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	04
3	توجہ دلاؤ نوٹس۔	11
4	رخصت کی درخواستیں۔	15
5	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	16
6	آڈٹ رپورٹ کا پیش کیا جانا۔	37

جلد 17 ☆☆☆ شمارہ 03

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز سوموار مورخہ 8 /ستمبر 2025ء بمطابق ۱۴ / ربیع الاوّل ۱۴۴۷ھ۔
بوقت سہ پہر 3 بجکر 40 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَّ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **اَز** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝۱۲۸ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ ۖ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝۱۲۹

پارہ نمبر ۱۱ سُوْرَۃُ التوبۃ آیات نمبر ۱۲۸ اور ۱۲۹

ترجمہ: آیا ہے تمہارے پاس رسول تم میں سے، بھاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہنچے حریص ہے تمہاری بھلائی پر، ایمان والوں پر نہایت شفیق مہربان ہے۔ پھر بھی اگر مُنہ پھیریں تو کہہ دے کہ کافی ہے مجھ کو اللہ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمِ۔

☆☆☆

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللہ۔ اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ۔وقفہ سوالات۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ صاحب آپ اپنا سوال نمبر 212 دریافت فرمائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔سوال نمبر 212۔

جناب اسپیکر: جی.minister concerned please

حاجی محمد خان لہڑی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

☆212 مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ، رُکن اسمبلی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 29 جنوری 2025ء۔

28 جولائی 2025ء کو مؤخر شدہ۔

کیا وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ صوبہ میں کل کتنے وائن اسٹور چل رہے ہیں ان وائن اسٹور سے حکومت کو کل کسقدر آمدنی حاصل ہوتی ہیں کی ضلع وار تفصیل دی جائے؟

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: جواب موصول ہونے کی تاریخ 21 اپریل 2025ء۔

اس ضمن میں مذکورہ تفصیل ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	زمرہ	تعداد
1	ایل۔I لائسنس	04
2	ایل۔II لائسنس	14

نمبر شمار	زمرہ	تعداد
1	ایل۔I لائسنس	15
2	ایل۔II لائسنس	25

بلوچستان کے تمام ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن دفاتر کے حوالے سے مالی سال 24-2023ء کیلئے صوبائی ایکسائز اونیڈز کی رپورٹ ذیل ہے:۔

نمبر شمار	ضلع کا نام	حقیقی وصولی 2023-24ء
1	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر، گوادر	85,343,500/-
2	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر، لسبیلہ حب	322,508,032/-
3	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر، جعفرآباد	83,644,160/-
4	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر، قلات	2,367,400/-
5	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر، خضدار	14,322,900/-
6	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر، نصیرآباد	39,295,962/-
7	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر، پنجگور	1,450,000/-
8	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر، کوئٹہ	298,820,456/-
9	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر، سبی	26,851,990/-
10	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر، تربت	148,744,900/-
	کل آمدنی	**1,023,349,300/-**

جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جناب اسپیکر ! بلوچستان میں 58 wine stores ہیں ۔ اور ماشاء اللہ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆ (بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیئے گئے) ایک ارب نہیں بلکہ کتنے ہیں ماشاءاللہ یہ اسلامی ملک ہے پاکستان کا مطلب کیا؟ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه ۔ اسلامی ملک ہے اور بلوچستان غیرت مند لوگوں کا صوبہ ہے اس میں ایک ارب روپے wine store سے ہماری آمدن ہوئی ہے 58 wine stores ہیں اُس دن بھی بات ہوئی آپ نے یہ رولنگ بھی دی ہے اُس کا انشاءاللہ آئے گا بھی، اُس میں ہے کہ ہمارے پورے بلوچستان میں اقلیتوں کی تعداد کتنی ہے اور یہ wine store بنانے کا ضابطہ کیا ہے۔ یہ 58 wines store پورے صوبے میں گوادر سمیت یہ کس ضابطے کے تحت بنائے گئے ہیں۔ یہ تو صرف پیسوں کا آیا ہے۔ جناب اسپیکر! اس پر مزید اگر تحقیق کریں کہ ان wine stores سے ایک ارب روپے کا تو آیا ہے گورنمنٹ آف بلوچستان کے پاس لیکن اس میں کتنے گھر، کتنی بہنوں کو طلاق ہوئی ہے شراب کی وجہ سے یہ بھی آنی چاہئے۔ کہ کتنے بچے حادثات میں شہید ہوئے ہیں وہ بھی آجائیں۔ کتنے قتل ہوئے ہیں شراب کی وجہ سے۔ حضورﷺ نے فرمایا ہے کہ شراب تمام برائیوں کی جڑ

ہے۔ہم سب کا نبی آخری نبی حضرت محمدﷺ اُنہوں نے فرمایا کہ یہ تمام خرابیوں کی جڑ ہے۔تو جتنی ہماری بہنوں کو شراب کی وجہ سے بلوچستان میں طلاق ہوئی ہے کیا اُن کا مسئلہ نہیں ہے ہمارے گھر اُجڑ گئے ہیں حادثات ہوئے ہیں گوادر میں حادثات ہوئے وہاں میڈیکل آفیسر سے مَیں نے پوچھا کہ کتنے حادثات وہاں نشے کی وجہ سے شراب کی وجہ سے ہوئی ہیں۔تو یہ رپورٹ، جواب تو ٹھیک ہے منسٹر صاحب نے دی ہے جواُسکے ریکارڈ کے مطابق اُنہوں نے ہمیں دیا ہے کہ اِتنا ریونیو ہوا ہے اِتنے wine store ہیں اُنہوں نے صحیح جواب دیا ہے جو پکچر ہے اُنہوں نے بتا دیا ہے لیکن میرے سوال کا مقصد یہ ہے جناب اسپیکر! کہ اس سے بلوچستان میں جتنے فساد ہیں اسلامی ملک ہے بلوچستان ایک قبائلی صوبہ ہے ہماری کتنی بہنوں کو اِسی شراب کی وجہ سے طلاق ہوئی ہے گھروں میں جی یہی شراب کی وجہ سے۔شادیوں میں کتنے لوگ کتنے بچے مرچکے ہیں اسی شراب کی وجہ سے ہے۔اس میں آپ بتائیں کہ یہ جو 58 wine stores ہیں جو کہ اقلیت کے نام پر ہیں یہ بالکل غیر قانونی ہیں۔ بالکل یہ غیر قانونی طور پر بنائے ہیں ہیں۔اس میں آپ نے جو دیا ہے گوادر سمیت یہ بتانا چاہئے۔ یہ ختم ہونی چاہئے یہ اقلیت پر داغ ہے۔اقلیت پیتی زیادہ نہیں ہے☆☆☆☆☆☆☆☆(بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے) باقی بہت سارے پیتے نہیں ہیں تو اُن کے نام پر ایک دھبہ ہے اقلیت پر ایک دھبہ ہے۔

جناب اسپیکر: آپ کسی ممبر کا نام نہ لیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: نہیں نہیں اُنکو ،وہ خود نہیں پیتے ہیں مجھے پتہ ہے۔ اُنکے نام پر دھبہ ہے ☆☆☆☆☆☆☆☆☆(بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے) مَیں اُن کی وکالت کر رہا ہوں۔ایک ارب روپے یہ 58 اسٹورز ہیں یہ کیا اقلیت والے پی رہے ہیں؟ یہاں ہمارے مسلمان پی رہے ہیں جو ماشاءاللہ اپنے آپ کو جنتی کہتے ہیں اور پوری ریاست اُن کی سرپرستی کرتی ہے۔ایکسائز منسٹر، ایکسائز محکمہ اور حکومت، سب اُن کی طرف داری کرتے ہیں۔ گوادر میں تو دوسو اقلیت ہیں چھ wine stores دوسو خاندان کے لئے۔ ہمارے تین لاکھ مسلمانوں بچوں کو وہ برباد کر رہے ہیں۔تو یہ 58 wine stores بالکل illegal ہیں اس پر بالکل ضابطہ ہونا چاہئے۔اور ایک ارب ہم ان اسٹورز سے کما رہے ہیں ایک اسلامی ملک ہے۔ پاکستان کا مطلب کیا لآاِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ۔ ہمارے یہاں دیوار پر محمد رسول اللہﷺ لکھا ہوا ہے اسپیکر صاحب! شاید ہماری ایم پی ایز کی تنخواہیں بھی انہی اسٹورز سے آرہی ہوں گی۔اور یہ کون سا ملک ہے اسلامی جمہوریہ پاکستان۔اُس کی جو ایم پی ایز کی تحقیقات کریں آیا ہم جیسے مولوی صاحب کی تنخواہ بھی شاید انہی اسٹورز کی آمدن سے آرہی ہوں۔ یہ تمام بزرگ جو تہجد پڑھتے ہیں ہم بہت سارے لوگوں کی شاید تنخواہیں انہی اسٹورز سے۔ اسپیکر صاحب! یہ ہمارے لیئے کوئی فکر کی بات نہیں ہے

کیونکہ یہ جو ایک ارب روپے آ رہے ہیں تو اس پر پلیز خدا کے واسطے اس پر غور کیا جائے کہ یہ جو illegal ہیں۔ اگر کوئی legal ہے تو ہماری اقلیتی برادری، شراب تو ہر مذہب میں انجیل اور کس کس کے مذہب میں کیا یہ حلال ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت محمد ﷺ کے امتی جتنے امتی ہیں۔ بھئی یہ خواہ مخواہ ان پر یہ الزام لگایا گیا ہے تو میرا سوال کا مقصد یہ تھا کہ یہ اسٹورز ہیں اور ایک ارب روپے جو اسکی آمدن ہے ہمارے قومی خزانے صوبے کے خزانے میں ایک ارب روپے wine stores سے آ رہی ہیں یہ تحقیقات کی جائے کہ یہ اگر ایم پی ایز کی تنخواہ آ رہی ہے تو خدا کے لئے یہ تنخواہ ایم پی ایز کو نہیں دی جائے۔ جناب اسپیکر! ہم عبادت کرتے ہیں ہم نماز پڑھتے ہیں اگر یہ تنخواہ شراب سے آ رہی ہے تو ہماری نماز قبول نہیں ہوگی ہمارا حج قبول نہیں ہوگا۔ جناب اسپیکر! اگر ہماری تنخواہ یہیں سے آ رہی ہیں تو علماء سے فتویٰ لے لیں کہ اگر ہم ریونیو سے تنخواہ لے رہے ہیں تو ہماری نمازیں قبول نہیں ہوں گی مذہبی حوالے سے۔ تو اس لئے اس پر احتیاط کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جی.thank you. concerned minister please.

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: اسپیکر صاحب! جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے تو مولانا صاحب نے جو سوال یہاں پیش کیا ہے اُس کا جواب اُن کو مل گیا ہے وہ next جو بات کر رہے ہیں کہ یہ 58 جتنے بھی ہمارے wine stores ہیں اُن کی تفصیل ہمیں دی جائے وہ سوال move کرے next کیا ہے ہم اُس کو جواب دے دیں گے تفصیل میں دے دیں گے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی اشوک کمار صاحب۔

جناب اشوک کمار: جناب اسپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ جیسے مولانا صاحب نے کہا کہ ایک ارب روپے کی شراب ☆☆☆☆☆ (بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے) دی گئی ہے تو مہربانی کر کے اسمبلی ریکارڈ سے یہ چیز ہٹائی جائے میرا تو اِس سے کوئی سروکار ہی نہیں ہے۔ تو جس طریقے سے ریکارڈ سے اُس کو correct کیا جائے۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں آپ کا نام بالکل آج کی کارروائی سے حذف ہوگا اور ساتھ ساتھ مَیں یہ بھی بتا دوں کہ وہ آپ کے حوالے سے بات نہیں کر رہا ہے overall بات کر رہے ہیں۔ ہم نے اِس کی پوری detail منگوائی ہے۔ آج ہی اِسی سیشن کے end میں رپورٹ آ جائے گی جو مولانا صاحب کی queries ہیں وہ سارے اُس کے اندر شامل ہوں گے اِنشاءاللہ۔

جناب اشوک کمار: اسپیکر صاحب۔ مَیں یہ گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کہ جیسے پہلے اِنہوں نے starting میں اپنی

speech میں کہا کہ ایک ارب روپے کی شراب ☆☆☆☆☆ (بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے) سے گئی ہوئی ہے تو وہ اسمبلی کے ریکارڈ کے اُوپر ہے اُن چیزوں کو اسمبلی کے ریکارڈ میں نہ آنے دیں اُن کو ہٹادیا جائے۔ کیونکہ یہ ساری زندگی ریکارڈ پر رہے گا۔ اسپیکر صاحب! میرا نام لیا گیا ہے اس کو ہٹا دیں۔

جناب اسپیکر: آپ کو مَیں نے کہاناں آپ کا نام آج کی کارروائی سے اگر مولانا صاحب نے اِس سے related لیا بھی ہے تو وہ کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

جناب اشوک کمار: مہربانی۔

جناب اسپیکر: thank you۔ میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 232 دریافت فرمائیں۔ زابد علی ریکی صاحب موجود نہیں ہیں یہ سوال defer کیا جاتا ہے۔ جواب آیا ہوا ہے؟ ٹھیک ہے زابد علی ریکی غیر حاضر ہیں اِس کو آج defer کرتے ہیں۔ مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب! آپ اپنا سوال 251 دریافت فرمائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ سوال نمبر 251۔

جناب اسپیکر: جی concerned Minister please

جناب ولی محمد نورزئی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سوشل ویلفیئر): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆251 مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ، رُکن اسمبلی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 5 مئی 2025ء۔
28 جولائی 2025ء کو مؤخر شدہ۔

کیا وزیر سماجی بہبود از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ ضلع گوادر میں محکمہ سماجی بہبود کے تحت کتنے پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے اور مذکورہ پراجیکٹ میں کل کتنے ملازمین تعینات ہیں کی مکمل تفصیل دی جائے؟

وزیر سماجی بہبود: جواب موصول ہونے کی تاریخ 26 مئی 2025ء۔

معلومات ذیل ہیں:۔

سیریل نمبر	منصوبے کا نام	پوسٹوں کی کل تعداد	منصوبے کی تعداد
1	ٹریٹمنٹ اینڈ ری ہیبلیٹیشن سینٹر گوادر	21	01
2	اربن کمیونٹی سینٹر (یو سی سی)	78	01
3	اسپیشل ویلفیئر ٹریننگ اینڈ ری ہیبلیٹیشن سینٹر	06	02
4	کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سی ڈی سی) جیونی	04	01

5	میڈیکل سوشل سروسز گوادر	02	01
6	اربن کمیونٹی سینٹر (یوسی سی)	29	01
		140	07

جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جناب اسپیکر! اِس میں بہت دلچسپ بات یہ ہے کہ 140 ملازم ہیں ہمارے ضلع گوادر میں بالکل 140 ملازم تنخواہ لے رہے ہیں لیکن آتا ایک بھی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: 140 ملازم تنخواہ لے رہے ہیں؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی 140 تنخواہ لے رہے ہیں میرے ضلع گوادر میں حاجی صاحب کے بھی علم میں ہے تو Treatment and Rehabilitation Center دو ہیں ایک گوادر میں ایک پسنی میں، پسنی والا بند ہے گوادر کا ابھی زیرِ تعمیر ہے لیکن زیرِ تعمیر کے بھی ملازم ہیں تنخواہ لے رہے ہیں اربن ڈویلپمنٹ یہ چار ہیں یہ بھی تنخواہ لے رہے ہیں نہیں ہیں، Special welfare Training and Rehabilitation دو ہیں، ایک گوادر میں، ایک پسنی میں دونوں بند ہیں ملازمین تنخواہ لے رہے ہیں۔ Medical Social Service گوادر میں بند ہے ملازمین تنخواہ لے رہے ہیں،۔ اِس میں کوئی شک نہیں ہے 140 ملازمین ہیں، سینٹر کوئی نہیں جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: Ok. concerned minister please.

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میری گزارش ہے کہ یہ جو ملازمین ہیں ہم تنخواہ دے رہے ہیں ملازم ہیں اُس کی کمی نہیں ہے اُس کے نام پر ملازم ہیں اِن سینٹرز کو بحال کیا جائے۔

جناب اسپیکر: بحال کیا جائے۔ جی minister concerned

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سوشل ویلفیئر: جناب اسپیکر یہ سارے بحال ہیں ابھی انکوائری شروع ہے ابھی جو جو کام نہیں کررہے ہیں اُن کے خلاف انکوائری ہورہی ہے اِنشاءاللہ جلد ہی ہدایت الرحمٰن صاحب کو رپورٹ مل جائے گی۔

جناب اسپیکر: یعنی کہ آپ وہ سینٹرز بحال کریں گے جو گوادر میں ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سوشل ویلفیئر: جی جی بالکل بحال ہورہے ہیں انشاءاللہ انکوائری ہورہی ہے جلد ہی اِس کو رپورٹ مل جائے گی۔

جناب اسپیکر: ok, thank you۔ میر جہانزیب مینگل صاحب اپنا سوال نمبر 269 دریافت فرمائیں۔

میر جہانزیب مینگل: سوال نمبر 269 ۔

نوابزادہ زرین خان مگسی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سیاحت وٹورازم): جی جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: اچھا گورنمنٹ کی طرف سے اُس کو response کرنا چاہے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سیاحت وٹورازم: جی مَیں نے جواب دیا۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆269 **میر جہانزیب مینگل، رُکن اسمبلی:** نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 23 مئی 2025ء۔

25 جولائی 2025ء کو مؤخر شدہ۔

کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، سال 25-2024ء کے دوران صوبائی حکومت نے محکمہ بلدیات ضلع خضدار تحصیل وڈھ کے لئے کل کتنی اسکیمات رکھی گئی ہیں اور اب تک کتنی اسکیمات ٹینڈر ہو چکی ہیں ،اسکیم کا نام، پی ایس ڈی پی نمبر اور مختص شدہ رقم کی مکمل تفصیل دی جائے؟

وزیر بلدیات: جواب موصول ہونے کی تاریخ 8 جولائی 2025ء

جواب کی تفصیل آخر پر منسلک ہے۔

میر جہانزیب مینگل: سر! میرا سوال کچھ اور ہے جواب آپ دیکھ لیں کیا دیا گیا ہے۔

جناب اسپیکر: پڑھیں آپ، آپ کا سوال کیا تھا؟

میر جہانزیب مینگل: سر! دیکھیں details of development Schemes for the year of 2024-25 for District Khuzdar. مَیں نے سوال وڈھ کا پوچھا ہے مجھے خضدار کا جواب دیا جا رہا ہے۔

جناب اسپیکر: آپ نے کس کا پوچھا تھا؟

میر جہانزیب مینگل: مَیں نے وڈھ کا پوچھا ہے کہ وڈھ میں کتنی اسکیمیں دی گئی ہیں لیکن سر! جواب آرہا ہے خضدار کا۔

جناب اسپیکر: وڈھ خضدار ڈسٹرکٹ میں fall نہیں کرتا ہے؟

میر جہانزیب مینگل: نہیں سر! وڈھ تحصیل الگ ہے خضدار دسٹرکٹ ہے۔

جناب اسپیکر: وڈھ تحصیل ہے؟ کون سے ڈسٹرکٹ میں آتا ہے وہ؟

میر جہانزیب مینگل: خضدار میں سر۔

جناب اسپیکر: تو خضدار ڈسٹرکٹ ہی ہو گیا ناں۔

میر جہانزیب مینگل: سر! لیکن اِدھر KILLI LEZO کا ہے۔ وڈھ کا کوئی بھی نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سیاحت وٹو رازم: جی اِس پر ہم تحقیقات کرلیں گے اگر مزید کوئی اسکیمز ہیں وہ بھی attach کر کے آپ کو دے دیں گے۔

میر جہانزیب مینگل: مہربانی سر۔

جناب اسپیکر: میر زاہد علی ریکی صاحب! سوال نمبر 56، زاہد علی ریکی صاحب چونکہ موجود نہیں ہیں اس سوال کو defer کیا جاتا ہے ۔again زاہد علی ریکی صاحب سوال نمبر 175 محنت وافرادی قوت اس کو بھی defer کیا جاتا ہے۔ نوابزادہ میر ظفراللہ خان زہری صاحب آپ اپنا سوال نمبر 271 دریافت فرمائیں ۔سوال نمبر 271,272,273,274,275 پانچ questions ہیں میر ظفر اللہ خان زہری صاحب کی جانب سے اور محکمہ محنت وافرادی قوت ۔تمام questions defer کیئے جاتے ہیں۔وقفہ سوالات ختم۔

جناب اسپیکر: توجہ دلاؤ نوٹس۔

مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب! آپ اپنے توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم ۔وزیر برائے محکمہ انرجی کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب مبذول کروائیں گے کہ مکران بالخصوص گوادر کو ایران سے بجلی فراہم کی جاتی ہے۔گزشتہ کئی مہینوں سے ایران کی طرف سے بجلی کی فراہمی تعطل کا شکار ہے جس کی وجہ سے مکران کے عوام بالعموم ضلع گوادر کے بالخصوص شدید اذیت کا شکار ہیں ۔ 100 میگا واٹ کے معاہدے کے باوجود صرف 10 میگا واٹ بجلی فراہم کی جارہی ہے۔لہٰذا ایران کی طرف سے بجلی فراہمی کے تعطل کی وجوہات کی تفصیل فراہم کی جائے۔

جناب اسپیکر: وزیرانرجی !اپنے توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق وضاحت فرمائیں۔

جناب محمد اصغر رند(پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ توانائی): جس طرح آنرایبل ممبر فرمارہے ہیں،مَیں اُن سے اتفاق کرتا ہوں۔ اس وقت مکران میں بجلی کی صورتحال بالکل خراب ہے چونکہ وہاں مین سپلائی ایران سے ہورہی ہے۔ ہم نے دو ماہ پہلے میر ظہور بلیدی کی سربراہی میں ایران کا ایک visit کیا تھا جو ایران اسرائیل جنگ کی وجہ سے اُن کی بجلی اندرونی معاملات کی وجہ سے وہ ابھی ہم کو سپلائی نہیں کرسکتا ہے۔تو اِسی دوران ابھی تقریباً گوادر میں جو مولوی صاحب بتارہے ہیں بالکل 15 سے 18 میگاواٹ بجلی اُن کو مل رہی ہے یہ پورے گوادر کے لیے ناکافی ہے۔اِس میں دو چیزیں دو میٹنگز ہوگئی ہیں فیڈرل حکومت اور صوبائی حکومت کے تعاون سے گوادر میں۔جس میں پرائم منسٹر نے بھی شرکت کی تھی غالباً مولانا صاحب بھی اُدھر ہی تھے۔ یہ صرف proposal ہیں ایک گوادر پورٹ کا proposal ہے کہ ہم بجلی بنائیں گے دوسرا ایک سورڈ ڈیم ہے اُس پر بھی ایک proposal ہے۔لیکن ایک چیز کی مَیں وضاحت کروں مکران میں

بجلی جہاں دوطرف سے آ رہی ہے ایک نیشنل گرِڈ سے اور ایک ایران سے۔ یہ دونوں permanent حل نہیں ہیں۔ نیشنل گرِڈ ہمیں بہت زیادہ دور پڑتا ہے وہ مکران میں پہنچتے پہنچتے اُس کی بالکل capacity کمزور، بالکل weak ہوجاتی ہے۔ اور ایران جو کہ الگ ایک State ہے۔ آج ہمارے حالات اُن کے ساتھ ٹھیک ہیں کل صحیح نہیں ہوں گے، اُس کے اپنے اندرونی معاملات ہیں تو اِن کا واحد حل ہے کہ جو ہمارے PSDP میں یہ سولرائزیشن گرِڈ اسٹیشن جتنے B-area ہیں اگر اِس اسمبلی کے حوالے سے ہر ڈسٹرکٹ کے ہر B area جس طرح مولانا صاحب کے علاقے ہیں، ہمارے علاقہ، تمپ ہے، جیونی ہے اور ماڑا ہے۔ سولرائزیشن گرِڈ کے حوالے سے اِس میں خرچہ بھی کم آتا ہے اور سپلائی بھی تقریباً 18 گھنٹے سے 24 گھنٹے تک۔ ابھی ایران سے ہمیں 12 سے 15 گھنٹے بجلی مل رہی ہے۔ یا نیشنل گرِڈ سے ہمیں زیادہ سے زیادہ 8 سے 10 گھنٹے بجلی ملتی ہے۔ اگر اِسی کو آپ اسمبلی کے حوالے سے، سی ایم صاحب موجود نہیں ہے، ہم اِس کو اگر اس طریقے سے لے لیں، سولرائزیشن پر کیونکہ ہمارے ہاں ویسے درجہ حرارت ہمیشہ تقریباً سال کے آٹھ مہینوں سے 40 سے اُوپر ہے، کبھی 50 تک آجاتا ہے۔ اِس سے ہم بجلی سے خودکفیل بھی ہوں گے اور بل سے بھی ہمارا بچت ہوگی fuel سے بھی ہماری بچت ہوگی۔ اگر ہم energy پر چلے جائیں یہ ایک میرا proposal ہے جس طرح مولوی صاحب بتا رہے ہیں اگر اِس طریقے سے ہم لے لیں تو میرے خیال بہتر ہوگا۔

جناب اسپیکر: جی مولوی صاحب! کوئی ضمنی سوال تو نہیں کریں گے آپ؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: ضمنی تو نہیں ہے لیکن زیادتی کتنی بڑی ہے۔ بار بار کہتے ہیں کہ گوادر CPEC کے ماتھے کا جُھومر تو ہے ناں جناب اسپیکر!؟ ماتھے کا جُھومر ہے کہ نہیں؟

جناب اسپیکر: آپ بھی اسمبلی کے ماتھے کا جُھومر ہیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اور اِسی طرح بلوچستان CPEC کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ گوادر ماتھے کا جُھومر ہے بلوچستان ریڑھ کی ہڈی ہے۔ جُھومر کا کیا حال ہے؟ ریڑھ کی ہڈی ہے کا کیا حال ہے سب کو پتہ ہے۔ CPEC کے اندر سب کو پتہ ہے کہ اِن کا کیا حال ہے۔ انٹرنیشنل ایئرپورٹ گوادر میں بن چکا ہے اربوں روپے کا ہے۔ گوادر پورٹ بن چکی ہے اربوں روپے کی ہے، کوئی ایسی energy کا کوئی project نہیں بنا ہے کہ بجلی کہاں سے گوادر والوں کے لئے ہوگی یہ نہیں ہے۔ کتنی زیادہ تھی ہمارے ساتھ۔ یہ CPEC کا پتہ ہے جناب اسپیکر! آپ CPEC، phase-I آپ study کریں یہ جو energy کے پروجیکٹ لگائے گئے ہیں بہاولپور میں، CPEC کا، جس کو گوادر میں لگنا چاہیے تھا بہاولپور میں لگا ہے اور ناکارہ پڑا ہوا ہے چل نہیں رہا ہے کیونکہ بہاولپور اور گوادر کے موسم میں فرق ہے۔ وہاں سولر کا لگنا نہیں چاہیے موسم کے اعتبار سے۔ لیکن یہ کہ CPEC کا بلوچستان کا وارث کون ہے جو جنگ لڑیں؟ کہ بھئی

بہاولپور میں نہیں بننا چاہیے، گوادر مکران میں بننا چاہیے۔ وہاں کا موسم، وہاں کی گرمی، وہاں کی تپش، وہاں کا سورج، بہاولپور سے اچھا ہے وہاں کی ہوا، وہاں بننا چاہیے لیکن بہاولپور میں بنا ہے گوادر میں نہیں بنا ہے۔ کتنی زیادتی کتنا ظلم ہے ہمارے ساتھ؟ یہ سوال مَیں اِس لیے ڈال رہا ہوں کہ ہمارے ساتھ جناب اسپیکر! یہ آپ حکومت وفاق کی حکومت وزیراعظم صاحب کے ساتھ آپ بیٹھتے رہتے ہیں۔

جناب اسپیکر: لیکن مولوی صاحب! ہم مزدوروں کو بھی تو مار رہے ہیں نا جہاں کام ہوتا ہے ڈویلپمنٹ کا م وہاں ہم خود ہی روکتے ہیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: یہ الگ بحث ہے اِس پر بات نہیں کریں گے ابھی اِس پر بات ہو۔

جناب اسپیکر: تو آپ کو انرجی پر بات کرنی چاہیے اُس طرف آپ کیوں گئے؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: پھر تو ظاہر ہے CPEC کا، CPEC ابھی چائنا کے وزیر کون ہے۔

جناب اسپیکر: ابھی آپ یہ بتائیں کہ اِس کو نیشنل گرڈ کے ساتھ آپ کہتے ہیں منسلک ہونا چاہیے؟ یا پھر ایران والے کے اُوپر؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: دیکھیں ہمیں بجلی فراہم کرنے کی ذمہ داری ریاست کی ہے ایران کی نہیں۔ چائنا کی نہیں ہے، مَیں تو چائنا اور ایران کے خلاف احتجاج تو نہیں کرسکتا؟

جناب اسپیکر: ظاہر ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: مَیں تو اپنے ملک کے اِداروں کے ساتھ، ریاست کی جو حکومت ہے اُس سے میں احتجاج کروں گا کہ آپ کی ذمہ داری ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: تو یہ CPEC کا جو پروجیکٹ بن رہے تھے کہ CPEC مَیں کس علاقے کے، CPEC آپ study کریں جناب اسپیکر! اِس میں چائنا نے جو پاکستان کے ساتھ پاک چائنا اقتصادی راہداری چائنا کا مقصد تھا کہ اپنے پسماندہ علاقوں کو تر، جہاں سورج تھا، مسلمان آبادی تھی، چائنا کے، وہ شورش تھی۔ مسلمان آبادی تھی چائنا کی وہاں شورش زیادہ تھی۔ اِس CPEC میں اپنے پسماندہ علاقوں کو ترقی دینا چائنا کا مقصد تھا اور ہمارا کیا تھا؟

جناب اسپیکر: یعنی آپ گوادر کی وجہ سے پورے CPEC کو؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میں پورے سی پیک کا کہہ رہا ہوں کہ study کریں کہ چائنا جو super power ہے ایک ارب اِنسانوں کو سنبھالتا ہے اور جو CPEC معاہدہ کررہا تھا ہم سے اُس کا پس منظر اُس کا مقصد اپنے پسماندہ

علاقوں کو ترقی دینی تھی۔لیکن ہم جب کر رہے تھے، ہم پسماندہ علاقوں کو بلڈوز کر رہے تھے۔جتنی اسکیمات بنائی ہیں، ترجیح بلوچستان کو ہونی تھی جو CPEC کی ریڑھ کی جوہڑی ہے۔CPEC میں ترجیح اول،مَیں کہہ رہا تھا کہ موٹروے شروع ہونی تھی تو گوادر سے پشاور۔پشاور سے اسلام آباد شروع نہیں ہونی چاہیے تھی۔بہاولپور میں سولر کا گرِڈ اسٹیشن نہیں بننا چاہیے تھا،گوادر میں بننا چاہیے تھا۔تو یہ میں چاہ رہا ہوں کہ شروعات کہاں سے ہونی چاہیے تھی۔

جناب اسپیکر: موجودہ حالات میں آپ بتائیں کہ اُس کا حل کیا ہے؟ جب آپ کے یہ مسئلے حل ہوں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: حل جناب اسپیکر!بلوچستان کو ایک صوبے کی طرح دیکھا جائے۔اگر فیڈرل حکومت۔۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں آپ۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میں حیران ہوں گوادر نہ ہوتا، CPEC ہوتا؟ آپ سے سوال ہے؟ گوادر نہ ہوتا CPEC ہوتا؟ لاہور کے بغیر، پشاور کے بغیر،کراچی کے بغیر، اسلام آباد کے بغیر بھی CPEC ہوتا اگر گوادر نہ ہوتا CPEC نہ ہوتا۔جس علاقے کی وجہ سے CPEC کی بنیاد ہے،آیا اگر لاہور کی وجہ سے CPEC ہوا ہے؟ پشاور کی وجہ سے CPEC معاہدہ ہوا ہے؟ کراچی کی وجہ سے CPEC معاہدہ ہوا ہے؟ اسلام آباد کی وجہ سے ہوا ہے؟ سوات کی وجہ سے ہوا ہے؟ یا گوادر کی وجہ سے ہوا ہے؟ گوادر نہ ہوتا، گوادر کا deep sea نہ ہوتا پاک چائنا اقتصادی راہداری کا معاہدہ ہی نہ ہوتا۔لیکن پورے بلوچستان کی،ژوب سے لے کر گوادر تک کیا حالت ہے؟ اُس کی روڈ کی کیا حالت ہے اُس کی اِنرجی کی کیا صورتحال ہے؟

جناب اسپیکر: ok۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اُس کے وہاں روڈ کی کیفیت کیا ہے؟ تو اِس لیے میں چاہ رہا ہوں ہمارے ساتھ جتنی زیادتی گوادر سمیت پورے بلوچستان کی ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے یہ point آپ کا ریکارڈ پر آ گیا یہ فیڈرل گورنمنٹ سے آپ کے مطالبے ہیں کہ CPEC کے ذریعے ہمارے پاس یہ ساری facilities ہونی چاہیے تھیں۔میری گزارش یہ ہے کہ اِنرجی ڈیپارٹمنٹ اِس سلسلے میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہے؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اِنرجی ڈیپارٹمنٹ اصغر رند صاحب تو میری طرح مظلوم آدمی ہیں تو اِنرجی ڈیپارٹمنٹ یہی کہہ رہا ہے کہ فیڈرل حکومت اُس میں تعاون کرے صوبائی حکومت کیا تعاون کر سکتی ہے؟ انرجی ڈیمانڈ میں یہ ہمیں دو سولر شاید دے سکتا ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔ایک منٹ جی مظلوم منسٹر صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ توانائی: مولوی صاحب کے زیادہ تر سوالوں کا تعلق CPEC سے ہے۔CPEC ایک فیڈرل subject ہے۔ جہاں تک اِنرجی ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے میں نے اُن کے سوال کا جواب بھی دے دیا اور مشورہ بھی دے دیا ہے۔

جناب اسپیکر: ok۔ٹھیک ہے thank you

سید ظفر اللہ آغا: point of order جناب اسپیکر!۔

جناب اسپیکر: ایجنڈے کے بعد point of order پر بات کریں گے۔ مہربانی کریں ایجنڈا چلنے دیں۔ جی بتائیں۔

سید ظفر اللہ آغا: جناب اسپیکر! ایک ماہ پہلے مجھے اسمبلی کے رولز کے مطابق S&GAD کا مجھے ملا تھا تو ہمیں اور ٹائم درکار ہے، مجھے چاہیے تھا کہ میں اُس ریکارڈ کو آپ کو اور اسمبلی کے سامنے پیش کرسکوں۔تو آپ رولنگ دیں تا کہ مجھے کچھ اور ٹائم بھی ملے۔

جناب اسپیکر: دیکھیں آپ کو کافی ٹائم ملا ہے میرے خیال میں ایک month اور بلکہ more than that

سید ظفر اللہ آغا: میرا آئینی حق ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں آئینی حق اپنی جگہ پر ہے میں آپ کو ایک اور نشست کی اجازت دے سکتا ہوں تقریباً جس پر آپ اُس کو wind-up کریں اور بھجوائیں۔

سید ظفر اللہ آغا: بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: Standing Committee for S&GAD کو ایک مزید نشست کرنے دیں اِن کو اور اُس کے بعد اُن کی جو findings ہیں وہ آنی چاہئیں۔

سید ظفر اللہ آغا: بہت شکریہ thank you

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں۔

سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب اور میر علی حسن زہری صاحب نے آج تا اِختتامِ اجلاس جبکہ عبدالمجید بادینی صاحب، میر یونس عزیز زہری صاحب، میر ظفر اللہ خان زہری صاحب اور جناب اصغر علی ترین صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواستیں کی ہیں۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیکر: سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔

مجلس قائمہ کی رپورٹس کا پیش وہ منظور کیا جانا۔ چیئرمین مجلس قائمہ برائے محکمہ صحت مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیو ویسکیولر ڈیزیز کا مسودہ قانون مصدرہ 2025 (مسودہ قانون نمبر 21 مصدرہ 2025ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: مَیں چیئرمین مجلس قائمہ برمحکمہ صحت، تحریک پیش کرتا ہوں کہ مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان اِنسٹیٹیوٹ آف کارڈیو ویسکیولر ڈیزیز کا مسودہ قانون مصدرہ 2025 (مسودہ قانون نمبر 21 مصدرہ 2025ء) پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 8 ستمبر 2025 تک توسیع دینے کی منظوری دی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔

جناب اسپیکر: آیا تحریک منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ لہٰذا مجلس قائمہ برائے محکمہ صحت کی رپورٹ بر بلوچستان اِنسٹیٹیوٹ آف کارڈیو ویسکیولر ڈیزیز کا مسودہ قانون مصدرہ 2025 (مسودہ قانون نمبر 21 مصدرہ 2025ء) کو پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 8 ستمبر 2025ء تک توسیع دینے کی منظوری دی جاتی ہے۔

جناب اسپیکر: چیئرمین مجلس قائمہ برمحکمہ صحت مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان اِنسٹیٹیوٹ آف کارڈیو ویسکیولر ڈیزیز کا مسودہ قانون مصدرہ 2025 (مسودہ قانون نمبر 21 مصدرہ 2025ء) پیش کریں۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: میں چیئرمین مجلس قائمہ برمحکمہ صحت مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیو ویسکیولر ڈیزیز کا مسودہ قانون مصدرہ 2025 (مسودہ قانون نمبر 21 مصدرہ 2025ء) پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: مجلس قائمہ برمحکمہ صحت کی رپورٹ بر بلوچستان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیو ویسکیولر ڈیزیز کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 21 مصدرہ 2025ء) پیش ہوئی۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ صحت! بلوچستان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیو ویسکیولر ڈیزیز کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 21 مصدرہ 2025ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

جناب بخت محمد کاکڑ (وزیر برائے محکمہ صحت): میں وزیر برائے محکمہ صحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیو ویسکیولر ڈیزیز کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 21 مصدرہ 2025ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیرِ غور لایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔آیا تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔لہٰذا بلوچستان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیوویسکیولرڈیزیز کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء(مسودہ قانون نمبر 21 مصدرہ 2025ء)کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیرغور لایا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ صحت! بلوچستان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیوویسکیولر ڈیزیز کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء(مسودہ قانون نمبر 21 مصدرہ 2025ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر برائے محکمہ صحت: میں وزیر برائے محکمہ صحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیو ویسکیولرڈیزیز کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء(مسودہ قانون نمبر 21 مصدرہ 2025ء)کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔آیا تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔لہٰذا بلوچستان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیوویسکیولر ڈیزیز کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء(مسودہ قانون نمبر 21 مصدرہ 2025ء)کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: چیئرمین مجلس قائمہ برمحکمہ صحت! مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان انسٹیٹیوٹ آف نیفرو۔یورولوجی کا (ترمیمی)مسودہ قانون مصدرہ 2025(مسودہ قانون نمبر 26 مصدرہ 2025ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

وزیر برائے محکمہ صحت: سر!اس حوالے سے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں تاکہ یہ جو بہت ہی اہم نوعیت کا ہے۔موجودہ حکومت کا یہ ایک flagship project ہے اور پاکستان پیپلز پارٹی کی جو کوالیشن گورنمنٹ ہے بلوچستان میں خصوصاً بلاول بھٹوزرداری کا یہ شروع سے ہی جب بلوچستان حکومت بنی کہ بلوچستان میں ہیلتھ میں ہم نے reforms لانے ہیں اور کچھ ایسے institutes جن کی ضرورت ہے خاص طور پر سندھ میں جو NICVD ہے اُسی کے طرز پر بلوچستان میں ایک ایسا ادارہ بنایا جائے گا تاکہ بلوچستان کے لوگوں کو اپنے علاج کے لیے سندھ نہیں جانا پڑے۔وہاں مہینوں انتظار نہیں کرنا پڑے اُن کی جو دل کی جتنی بھی بیماریاں ہیں اُس کے حوالے سے۔آج اس august forum کے توسط سے میں پورے بلوچستان کو خوشخبری دیتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے جو BICVD ہے، اُسکی overall building بھی تیار ہوگئی ہے اور اُس کی صرف جو instruments ہیں اُن کی installations ہورہی ہے۔by 30th of October بلاول بھٹوزرداری صاحب خود انشاءاللہ اس انسٹیٹیوٹ کا افتتاح کریں گے اور بلوچستان میں جو دل کی بیماریاں ہیں آپ بہتر جانتے ہیں کہ ہمارے نوجوان ہیں اُن کو heart attack آرہا ہے اُس حوالے سے یہاں اب اُن کا علاج ممکن ہوگا۔ساتھ ہی ساتھ ہم نے south میں چونکہ south دُور پڑتا ہے

جب بھی کوئی ہارٹ اٹیک ہو یا کوئی chest pain ہو آپ کو تو اس صورت میں ایمرجنسی کی صورت میں یا تو آپ کو کراچی جانا پڑتا ہے یا پھر کوئٹہ کے لیے وہ کوئی 7 سے 8 یا 10 گھنٹے لگتے ہیں۔ اُس دوران جو اُ سکے دل کو نقصان ہونا ہوتا ہے وہ ہو چکا ہوتا ہے۔ پھر اُس کا علاج کرنا یقیناً ناممکن مانا جاتا ہے۔ تو اس کا جو concept یہ ہے کہ ہم south میں north میں جہاں بھی chest pain managements کی ضرورت ہوگی chest pain managements ہم بنائیں گے units بنائیں گے۔ اور south میں ہم cath-lab بنانے جا رہے ہیں جس طرح ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب نے بھی اس طرف ایک دن اشارہ کیا تھا کہ south کے لیے ایک cath lab بنائی جائے۔ تو south کے رہنے والے جتنے بھی ہمارے وہاں بلوچستان کے لوگ ہیں اُن کے لیے خوشخبری ہے کہ دو مہینے کے اندر وہاں انشاء اللہ cath-lab کام شروع کرے گا۔ دو مہینے کے بعد اب وہاں سے اس طرح کے جو معمولی دل کی شکایت کی cases ہیں اُن کو کوئٹہ نہیں آنا پڑے گا۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ اس وقت بلوچستان میں جو دل کی بیماریاں ہیں اُن کی prevalence بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ اُس کی بڑی وجہ ہے کہ ہمارا جو life style ہے یا پھر food quality ہے وہ اُس لیول کی نہیں ہے WHO کی ایک رپورٹ ہے کہ جو high use of trans fatty acids جو synthesized گھی ہے یا پھر مکھن ہے وہ اُس کے زیادہ استعمال سے ہمارے ہاں دل کی بیماریاں زیادہ ہو رہی ہیں۔ ہم یہ جو مکھنی کڑائی کھاتے ہیں مکھن والی، یہ synthesized مکھن ہے چونکہ وہ orignal نہیں ہے دیسی نہیں ہے یہ انتہائی خطرناک ہے صحت کے لیے۔ اس کے علاوہ جو دودھ آج کل جو کیمیکل ملا ہوا دودھ ہے، باقی چیزیں ہیں جس کی وجہ سے بلوچستان میں بیماریاں بہت تیزی سے پھیل رہی ہیں۔ ایک تو ہم awareness campain اس حوالے شروع کر رہے ہیں اور ساتھ میں اُن کے علاج کے لیے اور جو منسٹر فوڈ صاحب سے میری گزارش یہی ہوگی کہ وہ kindly جو food authority ہے وہ اس حوالے سے جتنے بھی substandard چیزیں یہاں بن رہی ہیں چاہے وہ گھی ہے، چاہے وہ cooking oil ہے اس کے خلاف کریک ڈاؤن کریں تاکہ بلوچستان کے لوگوں کی جو صحت ہے وہ بہتر ہو۔ اس کے حوالے سے ہم سب نے مل کر کام کرنا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ہمارا جو allready cardic institute ہے شیخ زید کا میں یقیناً اُس کی جو performance ہے cardic institute شیخ زید نے اس وقت بہت سے لوگوں کی زندگیاں بچائی ہیں۔ تو دو institutes جب ہمارے پاس بنیں گے NICVD کے اُس میں جس پر referral mechanism بھی ہوگا اور یہاں ایک institute جو بچوں کا خاص طور پر جو دل میں سوراخ ہوتا ہے اس طرح کی بیماریوں کا علاج کر رہا ہے جو شیخ زید میں اس وقت 700 سے زیادہ procedures ہوئی ہیں۔ تو ہمارا cardic کا اور اس علاوہ جو

کھمبٹ میں ہمارا ایک ہسپتال ہے سندھ گورنمنٹ کی اُسی طرز پر ہم نصیر آباد میں ایک ہسپتال بنانے جا رہے ہیں۔ جس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اور اُس پر کام جاری ہے۔ تو liver transplant کا اور NICVD کے طرز پر جو بیماریاں ہیں cardic کی، اُن کے جو یہ دو institutes کام شروع کریں گے تو بلوچستان کے لوگوں کو پھر علاج کے لیے سندھ یا کہیں اور جانا نہیں پڑے گا۔ thank you very much.

جناب اسپیکر: منسٹر صاحب یہ آپ کے دونوں ہسپتال ویسکیولر ڈیزیز کے لیے بنے ہوئے ہیں وہ دونوں کوئٹہ میں ہیں۔ ایک شیخ زید بھی probably یہی کام کر رہا ہے۔ اور آپ نیا بھی بنا رہے ہیں۔ یہ جو far flung کے ہمارے north کے لوگ ہیں for example ہمارے ژوب کے لوگ ہیں۔ یا پھر موسیٰ خیل والے ہیں یہ پھر یہاں تک کیسے پہنچیں گے۔

وزیر محکمہ صحت: سر! یہ جو ابھی BICVD ہے اس پر پورا ایک referral system ہے کہ ہر divisional headquarter میں یا جو far flung areas ہیں اُدھر ایک chest pain management ویسکیولر بنایا جائے گا جہاں وہ 24/7 hours وہاں cardiologist موجود ہوگا۔ کسی کو بھی اس طرح کا chest pain ہوگا وہ اُس سینٹر میں جائے گا وہاں سے وہ دیکھے گا کہ اس کو refer کرنے کی ضرورت ہے تو first aid دینا ضروری ہوتا ہے۔ اور یہ diagnose کرنا ضروری ہے کہ یہ chest pain ہے یا نہیں ہے۔ یہ determine کیا جائے گا کہ یہ chest pain ہے یا نہیں اگر ہے تو basic plus aid ہے وہ دیا جائے گا اور اُس کے بعد اُس کو refer کیا جائے گا۔ باقی اُس کے دل کا جو نقصان ہے جب تک وہ procedure ہوتا ہے وہ نہ ہو۔ اگر کوئی angioplasty کرنی پڑتی ہے تو ہم north میں south میں دو تین divisional headquarters میں cath-lab بنا سکتے ہیں تاکہ وہاں ہی اُس کا سٹنٹ پاس ہو سکے۔ اور وہ procedure وہاں ہو اُسکو کوئٹہ آنے کی ضرورت ہی نہ پڑے اور timely اُس کا علاج ہو۔

جناب اسپیکر: یہ chest pain کو یہ جو existing ہے موجودہ ہمارے Hospital ہیں اُنہی کے اندر کام کریں گے یا پھر کوئی الگ سسٹم ہوگا؟

وزیر صحت: نہیں اُنہی کے اندر ہی ایک specific وارڈ ہوگا۔ اُسی میں ہم قائم کریں گے۔

جناب اسپیکر: چیئرمین مجلس قائمہ برمحکمہ صحت! بلوچستان مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان انسٹیٹیوٹ آف۔ نیفرو یورولوجی کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2025 (مسودہ قانون نمبر 26 مصدرہ 2025) کی بابت تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر محمد نواز کاکڑ: میں چیئرمین مجلس قائمہ برمحکمہ صحت تحریک پیش کرتا ہوں، کہ مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان

انسٹیٹیوٹ آف۔نیفر ولو.جی یورولو.جی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ (2025 مسودہ قانون نمبر 26 مصدرہ 2025) کو پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 08 ستمبر 2025 تک توسیع دینے کے منظوری دی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔آیا تحریک منظور کی جائے؟

وزیر محکمہ صحت: اسپیکر صاحب اس رپورٹ کے حوالے سے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: یہ آپ اگلی تحریک پر بولیں مہربانی کر کے۔کیا تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔لہٰذا مجلس قائمہ برمحکمہ صحت کی رپورٹ بر بلوچستان انسٹیٹیوٹ آف نیفر ویورولو.جی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدر (2025 مسودہ قانون نمبر 26 مصدرہ 2025) کو پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 08 ستمبر 2025 تک توسیع دینے کی منظوری دی جاتی ہے۔

چیئرمین مجلس قائمہ برمحکمہ صحت! مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان انسٹیٹیوٹ آف نیفر ویورولو.جی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025 (مسودہ قانون نمبر 26 مصدرہ 2025) پیش کریں۔Mic on کریں ڈاکٹر صاحب کا۔جی on ہے

ڈاکٹر محمد نواز کاکڑ: مَیں چیئرمین مجلس قائمہ برمحکمہ صحت، مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان انسٹیٹیوٹ آف نیفر ویورولو.جی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025 (مسودہ قانون نمبر 26 مصدرہ 2025) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: مجلس قائمہ برائے محکمہ صحت کی رپورٹ بر بلوچستان انسٹیٹیوٹ آف نیفر ویورولو.جی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025 (مسودہ قانون نمبر 26 مصدرہ 2025) پیش ہوئی۔

چیئرمین مجلس قائمہ برمحکمہ صحت بلوچستان انسٹیٹیوٹ آف نیفر ویورولو.جی کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ (2025ء مسودہ قانون نمبر 26 مصدرہ 2025) کی بابت تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر محمد نواز کاکڑ: مَیں چیئرمین مجلس قائمہ برمحکمہ صحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان انسٹیٹیوٹ آف نیفر ویورولو.جی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 26 مصدرہ 2025) کو مجلس کی سفارشات کی بموجب فی الفور زیرغور لایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔جی minister for health please۔

وزیر محکمہ صحت: سر! اس میں ایک simple سی چیز تھی جو ہم نے ایک amendment کرائی تھی جو موجودہ ایکٹ ہے BINUQ کا اُس میں یہ ہے کہ جو سی اِی او ہے انسٹیٹیوٹ کا وہ پرانے ایکٹ میں یہ لکھا ہے کہ وہ ایک پروفیسر ہونا چاہیے۔جب سے ہم نے حکومت سنبھالی اور پھر اس کے بعد BINUQ کی جو صورتحال تھی اُس وقت وہاں بہت زیادہ ہم نے visit کیا، honorable Minister Finance بھی چونکہ بورڈ کے ممبر ہیں۔اُس وقت

بورڈ نے یہ decision لیا کہ چونکہ ایک ہی پروفیسر ہے وہ نفرولوجی کا، وہ Hospital کو جس طریقے سے چلانا چاہیے تھا، وہاں financial اور HR کی بہت زیادہ serious issues تھے اُن کے مینجمنٹ کے تو اُس وقت ہم نے یہ decide کیا کہ اِس ایکٹ میں چونکہ یہاں ایک specialise Institute نہیں ہے ہمارے کئی specialise Institutes ہیں اُن میں یہ ایک Lacuna ہے کہ اگر پروفیسر نہ ہو خدانخواستہ تو اُس کے لیے پھر سیکنڈ آپ کے پاس کوئی alternate تو ہونا چاہیے۔ یا اگر کسی پروفیسر کی مینجمنٹ کی کارکردگی میں اُسکا اپنا ایک پروفیسر، ایک اچھا ڈاکٹر ہوسکتا ہے لیکن وہ ایک اچھا مینجر نہیں ہوسکتا۔ یہ ممکن ہے۔ اب اگر اُس کی managerial وہ capacity نہیں ہے کسی بھی انسٹیٹیوٹ کی تو آپ کے پاس وہ alternate یہ ہونا چاہیے وہ ہم نے propose کیا تھا کہ جو Health Management cadre ہے وہ بنا اِسی لیے ہے کہ وہ اُن کو باقاعدہ مینجمنٹ کی پڑھائی جاتی ہے۔ یہاں financial management ایک ادارہ چل رہا ہے اُنکا financial management کیسی کرنی ہے اُس کی HR مینجمنٹ آپ نے کیسی کرنی ہے۔ تو اُس کو change کرنے کے لیے ہم نے صرف (/)slash پروفیسر یا 20 گریڈ کا management cadre کا کوئی بندہ ہونا چاہیے۔ ان کا ایک شخص perform نہیں کرر ہا ہے آپ اُن کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتے آپ نے اُس کو continue کرنا ہے اس لیے کیونکہ ایکٹ میں لکھا ہوا ہے۔ اب ایکٹ کو چینج کرنے کے لیے صرف as an alternative ہم یہ چیز لارہے ہیں مجلس کی جو سفارشات ہیں، اُنہوں نے اِس چیز کی ligation کی ہے تو میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ اِس پر ووٹنگ کرائی جائے یہاں تا کہ ہمارے جو سیریس ایشوز اس طرح کے ہیں، related ہیں management کے وہ ہم حل کرسکیں otherwise پھر ہمارے ہاتھ بندھے ہوں گے اُن hospitals میں پھر ہم اگر ایک اچھا مینجر لانا چاہتے ہیں وہ ہم نہیں لاسکتے۔

جناب اسپیکر: جی چیئرمین صاحب اِس میں یہ ضروری تو نہیں ہے کہ ایک پروفیسر اچھا مینجر بھی ہو اور اچھا administrator بھی ہو۔ تو اس میں اگر تبدیلی کی جائے تو آپ کو کیا اعتراضات ہوسکتے ہیں اس پر؟

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: اسپیکر صاحب! اِس وقت پاکستان میں جتنے بھی ٹیچنگ انسٹیٹیوٹ ہیں اُن کے CEO جو ہیں وہ گریڈ 20 کے پروفیسر ہیں، گریڈ 20 پروفیسر اِس کو level-III آفیسر کہتے ہیں اور level-III آفیسر وہ MBBS کرنے کے بعد four years اُس کی ڈگری ہوتی ہے fellowship کی، جبکہ management cadre کا MBBS کے بعد صرف اور صرف دوسال کی وہ ڈگری یا ڈپلومہ ہوتا ہے۔ اور وہ eligible نہیں ہے۔ PMDC بھی یہ کہتا ہے بلکہ recently جو ہمارے یہ لیاقت آغا جو کہ انسٹیٹیوٹ کا پروفیسر تھا اور CEO تھا اس کو

جب remove کیا گیا تھا اُس کا reason بھی میں بتا تا ہوں کہ کیا reason تھا۔ اُس کو remove کرنے کے بعد وہ ہائی کورٹ چلا گیا۔ اور ہائی کورٹ کا 18 تاریخ کو ایک decision آیا جو کہ میرے ساتھ اس وقت موجود بھی ہے۔ اور ہائی کورٹ نے اُس کو اُس کا جو نوٹیفکیشن ہوا تھا اُس کو set-aside کر کے اُس کو واپس اُسی seat پر بٹھا دیا

جناب اسپیکر: وہ تو existing rules کو سامنے رکھ کے اُنہوں نے فیصلہ دیا۔

ڈاکٹر محمد نواز کاکڑ: ہائی کورٹ تو رول کے بغیر جا ہی نہیں سکتا ہے۔ جب ہائی کورٹ نے اپنے decision میں یہ بھی لکھا ہے کہ بھئی یہ جو management cadre کا آپ نے دو سالہ ڈپلومہ والے کو وہاں بٹھایا ہے اور یہ آپ کے insitutut کی وجہ سے derecognize بھی PMDC کر سکتا ہے۔ سر! دوسری بات ایک Hospital ہے اور وہ ایک postgraduate Institute ہے یہ ایک teaching faculty ہے۔ اِس academic faculty میں teaching postgraduate ہمارے اسٹوڈنٹس ہوتے ہیں۔ اِس میں management cadre کا کوئی role کوئی کردار نہیں ہے۔ management cadre کے بندے کا کام hospital کی صفائی جبکہ ان کو کوئی اور کسی دو سالہ ڈپلومہ میں یہ چیزیں نہیں پڑھائی جاتی ہیں۔ جو ہسپتال management میں بندہ وہ کہتے ہیں کہ eligible وہ ہے جو چار سال کی Phd کی ڈگری کا ہولڈر ہوتا ہے۔ اور اُس میں یہ ڈگری hospital management میں لی ہوتی ہے۔ نہ کہ ایسے simple management, MPH، یہ MPH صرف اور صرف جو ہمارے communicable diseases ہیں اُس کے ساتھ اُس کو، جیسا کہ nutrition ہے۔ یا ہمارا پولیو ہے، یا ہمارے EPI کے جو مختلف diseases ہیں، اِن کا تعلق صرف اِن چیزوں کے ساتھ ہے۔ hospital clear وہ ایک teaching institute ہے، اِس کے ساتھ ایک پروفیسر جس طرح ایک عام میڈیکل آفیسر اس طریقے سے اِس کو چلانا جانتا ہی نہیں ہے۔ اُن کو یہ پتہ نہیں ہے کہ پوسٹ گریجویٹ جو ہمارے اسٹوڈنٹس ہیں اِن کو کس طرح manage کیا جاتا ہے۔ ہمارے آپریشن تھیٹرز ہیں، ہمارے وارڈز ہیں، ہماری او پی ڈیز ہیں ۔ ہمارے پروفیسرز ہیں۔ ایک پروفیسر اور یہ ایک دو سالہ ڈپلومہ ہولڈر کے انڈر کیسا کام کر سکتا ہے؟ سَر! یہ clear cut یہ ہائی کورٹ کا ایک decision ہے جو کہ مَیں نے، یہ underline بھی ہے۔ اِس میں لکھا بھی ہے کہ بھائی یہ آپ کا institute یہ جو آپ لوگوں نے جس بندے کو appoint کیا ہے اِسے یہ آپ کا ادارہ derecognise بھی ہو سکتا ہے۔ یہ بلوچستان ہائی کورٹ کے عالمی صاحب کا decision ہے کہ اُس میں ہے کہ اُس بندے کو کیوں نکال دیا؟ کہتا ہے کہ یہ eligible نہیں ہے۔ یہ grade-II کا آفیسر ہے۔ جب کہ یہ post grade-III کا ہے۔ سر! آپ کو میں بتاتا ہوں کہ آپ کے پاکستان کا جو سب سے اعلیٰ ترین جو جیسے SIUT ہے۔ وہ

بھی Sindh Institute of Urology and Transplantation کا جو کہ پاکستان سب بڑا جس کا ادیب رضوی صاحب head ہیں۔ اُس میں وہ transplants کر رہے ہیں۔ اِسکا CEO کون ہے؟ یہ ایک پروفیسر ہے۔ آپ کا یہ نیرو جو لاہور کا سب سے بڑا نیورو سرجری کا انسٹیٹیوٹ ہے۔ اِس کا ہیڈ پروفیسر ہے۔ آپکے PIMS کی ایک مَیں مثال دیتا ہوں۔ اس پر بھی ایسے کچھ management کی اسلام آباد میں کوئی وہ تھا leg pulling وغیرہ تھا کہ اسی پر جھگڑا تھا۔ DAWN اخبار میں مَیں نے خود پڑھا ہے، DAWN News میں آیا کہ بھائی اُس کا ہیڈ سپریم کورٹ نے پروفیسر کے حق میں فیصلہ دیا ہے۔ اب پروفیسر لگ گیا ہے۔ سَر! یہ management جو cadre ہے یہ cadre ہے ہی نہیں بلوچستان میں۔ ایسے ہی اِس کو نام دیا گیا ہے کہ management cadre۔ یہ PHD کرنے کے بعد اگر hospital management میں کوئی شخص PHD کرتا ہے وہ hospital management کا CEO لگ سکتا ہے۔ نہ کہ دو سالہ MPH، یہ جتنے بھی ہمارے یہاں پر FCPS کے ڈاکٹرز ہیں سینئر رجسٹرارز، اسسٹنٹ پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسر اور پروفیسرز یہ سارے وہ ہمارے IV ڈگری ہولڈرز ہیں۔ وہ کیسے ایک nonqualified بندے کے نیچے وہ کام کر سکتے ہیں؟ سَر! یہ کچھ وجوہات ہیں۔

جناب اسپیکر: منسٹر صاحب۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: اِس لئے یہ جو standing کمیٹی کا متفقہ طور پر یہ فیصلہ آ گیا اور کیا آسمان گر گیا کہ بھئی وہ CEO کام نہیں کر رہا ہے، کیوں نہیں کر رہا ہے؟ اُس کا بھی مَیں نے جا کر خود اُس ہاسپٹل کا وِزٹ کیا میں نے کہا کیوں بھائی آپ پر یہ blame ہے کہ آپ کام نہیں کر سکتے ہیں۔ اُس نے کہا اور کوئی نہیں ہے۔ جب میں نے چارج لیا 38 کروڑ روپے outstanding تھے اِس ہاسپٹل کے لئے، جو کہ مَیں بار بار لیٹرز لکھتا رہا کہ دے دو ورنہ ہماری جو supplies ہیں وہ سارے بند ہو جائیں گی۔ لیکن last time تک پھر بھی یہ ڈائیلاسز چل تھے رہے سرجریز ہوتی رہی، ایڈمیشن ہوتے رہے، میں ہاسپٹل گیا، بیڈوں پر جگہیں نہیں مل رہی تھی۔ اور تمام جو ٹیچنگ اسٹاف تھا۔ وہ اُس کے ساتھ وہ کام کر رہے تھے۔ دوسری بات یہ ہے سَر! کہ اس وقت جو صورتحال تھی کہ بھائی اِس پر یہ blame تھا کہ آپ کا transplant کیوں بند ہوا؟ اس کا مَیں نے investigate کیا، مَیں چونکہ اس فیلڈ میں تیس سال رہا ہوں۔ اُنہوں نے کہا کہ بھائی ہمارے PIMS، الشفاء اور آغا خان میں ہم لوگ یہ جو ٹرانسپلانٹ کرتے تھے tissue image کے لئے بھیجتے تھے وہ جو ایک لیبارٹری تھی چونکہ free of cost ہم کسی سے چارج نہیں کرتے تھے۔ اُن کی payments تھی انہوں نے کہا یہ payments دے دو۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جب بھی patients کوئی ڈسچارج ہوتا ہے life long اُس کو یہ institute میڈیسن جو کہ بہت costly ہے یہ provide کرتے رہے

ہیں۔ میڈیسن، ہیلتھ کارڈ اِس کا بند تھا اور آج کل آپ کو پتہ ہے بلوچستان کے تمام جو ہمارے پرائیویٹ ہاسپٹلز ہیں ہیلتھ کارڈ پر چل رہے ہیں جو کہ ہمارے پاس اتنا بجٹ نہیں ہے کہ وہ اپنا ایک جب ڈائیلائیسز ہوتا ہے اُس کا ایک kit جو آتا ہے ہر patient کے لئے change کرتے ہیں round about چار، ساڑھے چار ہزار کا ہوتا ہے ہر patient کے لئے۔ اور 24 hours اتنے میشنیں لگی ہیں وہ 24 hours وہاں ڈائیلائیسز ہوئے ہیں اور کوئی affect نہیں ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ تو ٹھیک ہے وہ issue CEO پر ہے۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: میں کہتا ہوں کہ CEO کام کر رہا ہے۔ پروفیسر ہے fit ہے اور میں کہتا ہوں کہ میں نے اپنے 30 سال کی service میں اِس جیسے honest professor نہیں دیکھا ہے۔

جناب اسپیکر: منسٹر صاحب! کیا یہ ممکن ہے کہ یہ professional side ہے اور management side اِن کو الگ کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے ہیں؟

وزیر محکمہ صحت: سَر! جس طرح ڈاکٹر صاحب نے کچھ چیزوں کی وضاحت کی۔ Doctor Sahib was himself a part this decision. وہ ہمارے ساتھ اِس بورڈ میں تھے۔ کہ ہم نے یہ decision لیا اور ڈاکٹر صاحب نے اِسی سلسلے میں اپنا vote cast کیا نمبر 1۔ کہیں پر بھی PMDC کا کوئی رول نہیں ہے کہ پروفیسر ہونا چاہیے کسی بھی ادارے کے ہیڈ کو۔ نہ ہی اس سے اُس ادارے کو derecognize کیا جا سکتا ہے۔ اِس کے لئے باقاعدہ PMDC سے پوچھا گیا۔ اُنہوں نے کہا کہ there is no rule exists کہ پروفیسر ہونا چاہیے۔ اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جس پروفیسر کی بات کر رہے ہیں وہ انتہائی ایماندار آدمی ہے۔ اُس کی integrity ہے تمام پروفیسرز کی ہے۔ اور ان پروفیسرز نے پڑھانا ہے۔ اب جو management cadre بنا وہ اسی لئے ہے۔ یا تو پھر بلوچستان میں management cadre کو ختم ہی کر دیں۔ باقی صوبوں میں بھی management cadres ہیں۔ آپ کے teaching cadres ہیں۔ وہ management cadres اور general cadres یہ تین cadres تمام provinces میں exists کر رہے ہیں۔ اور جو management positions ہیں جو MS کی positions ہیں بہت سے institutes میں وہ teaching cadre کو اِس لئے دیئے جاتے ہیں جس طرح ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اُن کا کام ہے کہ صفائی وہاں پر ٹھیک کر دیں، تنخواہیں لوگوں کو ٹائم پر ملیں، اُن کو facilitate کریں اُس teaching faculty کو اور اُن ڈاکٹرز کو وہ ایک اچھا manager کر سکتا ہے۔

جناب اسپیکر: یہ ہمارے جو DHOs ہیں یہ بھی سارے management cadre کے ہیں؟

وزیر محکمہ صحت: اس میں اکثر management cadre کے ہیں اور کچھ general cadres جہاں آپ کو general cadres نہیں ملتا general cadres اور management cadres کا کورٹ میں چونکہ کیس چل رہا ہے جس نے MPH کیا ہے۔ وہ جا سکتا ہے جب تک کہ وہ decision نہیں آیا۔ سر! اب یہاں مَیں یہ بتا تا چلوں کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ اس لئے لایا گیا ہے۔ کہ جس پروفیسر صاحب کا یہ ذکر کر رہے ہیں کہ ہم اِس rule کو لا رہے ہیں کہ اِس پروفیسر صاحب کو ہم یہاں سے نکالیں۔ health care system ہم لا رہے ہیں کہ کل کو ہم خدانخواسطہ ایسی situation بن جائیں۔ ایک ہی پروفیسر ہے وہ CEO ہے اُس ادارے کا اُس سے ادارہ نہیں چل پا رہا ہے۔ اُس کو اگر میں نکالوں تو وہ کورٹ چلا جا تا ہے۔ کورٹ دیکھتا ہے آپ کے Act کو کہ Act میں تو۔۔۔ (مداخلت) ہم یہ لانا چاہتے ہیں کہ پروفیسر ہو، بھلے ہم ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ا یگری کریں کہ پروفیسر ہو۔ In case there is no professor. کیا کرو گے۔ Act کو تو آپ اس طرح وہ نہ کریں کہ اُس میں تھوڑی بہت نرمی تو ہونی چاہیے۔ کہ آپ کے management cadre بنتا ہے۔ اور management cadre تو آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں ہمیں یہ کرنا پڑے گا otherwise پھر ہمارے ادارے رکیں گے۔ اُن کی performance خراب ہوگی یہ as a whole balochistan کے لئے جب ہم نے یہ چیز محسوس کی اِس کیس میں کہ آغا صاحب کے حوالے سے پھر ہم نے باقی اُس میں دیکھا کہ بہت سے ہمارے ایسے ڈیپارٹمنٹس ہیں جہاں پروفیسرز کی تعداد کم ہے۔ ڈاکٹر صاحب اسکا ذکر کر رہے ہیں وہاں 10 پروفیسرز کام کر رہے ہیں۔ تو اگر ایک CEO چلا جا تا ہے۔ تو دوسرا پروفیسر CEO آئے گا۔ تیسرا، چوتھا آئے گا۔ اور جہاں ایک ہو وہاں مسئلہ ہے۔ تو یہ ہم as a whole اس کو پاس کرنا چاہتے ہیں۔ اِسمیں ہم سارے بورڈ کے ممبرز ہیں۔ اِس میں گورنمنٹ یہ چاہتی ہے۔ کہ چیزیں بہتر ہوں وہ legislation کے ذریعے ہی بہتر ہو سکتی ہیں۔ اور ہم چیزوں کو بہتر نہیں کریں صرف میرا personal اُس میں وہ نہیں ہے اِس میں میرا کوئی personal department کا ذکر نہیں ہے۔ fact ہے Sir! جس کو ہمیں realise کرنا پڑے گا۔ کہ پروفیسر، پھر board decide کرتا ہے جب Selection ہوتی ہے Board بھلے پروفیسر کو لگا لے۔ ہم پروفیسر کو فارغ نہیں کر رہے ہیں۔ کہ پروفیسر صاحب نہ ہو۔ ہم کہتے ہیں پروفیسر Slash management cadre۔ اب اِن اداروں کے جو Board بنے ہوئے ہیں Board جب اُس پروفیسر صاحب کو Select کرے گا وہ preference ہے۔ کسی کو کوئی اعتراض ہی نہیں ہے۔ لیکن اگر نہ ہو پروفیسر تو ادارہ ایسے خالی تو ہم نہیں چھوڑ سکتے ہیں کہ وہ CEO ship کے

لئے eligible نہ ہو۔

جناب اسپیکر: تو یہ ووٹنگ کی بجائے اگر ہم ووٹنگ پر جاتے ہیں یہ possible ہے کہ آپ دونوں آپس میں بیٹھیں تقریباً اِس پر کوئی ڈسکشن کر کے اِسکا حل نکال لیں۔

وزیر محکمہ صحت: سر! حل تو نہیں ہے۔ Act پاس کرنا پڑے گا اس کے لئے جب تک amendment نہیں آئے گی تو پھر وہ اُسی طرح رہے گا۔

جناب اسپیکر: mutuaal understanding کے ساتھ اس کا حل نہیں نکل آئے گا؟

وزیر محکمہ صحت: نہیں نہیں اس کا Act ہے کیونکہ کورٹ بھی یہی کہتا ہے کہ وہ اسی طریقے سے ہو۔

جناب اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب، مائیک آن کریں۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: اسپیکر صاحب! بات یہ نہیں ہے پروفیسر کی کہ ان کے پاس کوئی پروفیسر اور نہیں ہے۔اس کے بعد یہ ریٹائر ہو رہا ہے within three four month

جناب اسپیکر: اچھا ڈاکٹر صاحب ڈاکٹر صاحب ایک منٹ منسٹر صاحب ہمارے پاس صرف ایک ہی پروفیسر ہے اس لیے؟ اچھا ایک پروفیسر۔ جی۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: میں بتا رہا ہوں ایک یونٹ میں ایک ہی پروفیسر ہوتا ہے، اس کے ریٹائرمنٹ کے فوراً بعد جو موسٹ سینئر پروفیسر دو ہمارے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ Automatically پروفیسر بن جائیں گے۔ دوسری بات یہ ہے ہمارے پاس مفتی محمود، بے نظیر ہاسپٹل، بی ایم سی، سول ہاسپٹل، جتنے ٹرچری کے ہاسپٹل ہیں جن کے ایم ایس ہیں وہ 20 گریڈ کے ہونگے آپکا مفتی محمود کا جو ایم ایس اس وقت وہ موسٹ جونیئر 18 گریڈ کا بندہ بیٹھا ہوا ہے۔ آپ کا یہاں بے نظیر ہاسپٹل میں ایک خاتون تھی۔ اُس نے ہاسپٹل مینجمنٹ میں وہ اپنی دو سالہ ڈپلومہ یا ڈگری لی تھی۔ She was deserving for that. لیکن اس کو کیوں ہٹایا گیا اور اس وقت 18 گریڈ کا ایک موسٹ جونیئر لڑکا وہاں انہوں نے بٹھا دیا کیوں؟ تو یہ availability کی۔۔۔

جناب اسپیکر: بات کہیں اور نکل گئی ہے مگر اس طرف جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: بھئی وہاں کیوں 20 گریڈ کے نہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہاں بھی پھر 20 گریڈ کے بٹھائیں۔ نہیں یہاں اگر 20 گریڈ کا نہیں ہے 19 کا اسسٹنٹ پروفیسر بٹھائیں یہ کون سی ایسی بات ہے۔ اگر صرف ایک بندے کو ٹارگٹ کیا جا رہا ہے تو سر! پھر میری سمجھ میں نہیں آتا ہے۔

جناب اسپیکر: جی ظفر آغا صاحب! آپ اسی بارے میں کچھ بتا رہے ہیں۔ جی ظفر آغا کا مائیک آن کریں۔

سیّدظفرعلی آغا: جناب اسپیکر! بخت محمد صاحب ہمارے دوست اور کولیگ ہیں اس میں کوئی شک نہیں۔ہیلتھ کے حوالے سے منسٹر صاحب نے بہت ہمت کی اور بہت سی چیزیں اسٹریم لائن ہوئیں۔جناب اسپیکر! مگر ایک چیز کی میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں جب سے گریڈ 20 یہ پی ایم ڈی سی کا جو رول ہے جس میں چیف ایگزیکٹو ایک ہی پروفیسر پورے بلوچستان میں ہمارے پاس ہے ایک بندے نے پوری زندگی دے دی بلوچستان کے عوام کے لیے بلوچستان کے لوگوں کے لیے اب کیا ہوا؟ کہ ہم لوگوں نے اس کو اس کے لیول ٹو کا ایک آفیسر لا کے اس پر بٹھا دیا اور ہم کہہ رہے ہیں کہ سب کچھ ٹھیک ہوا۔جناب اسپیکر! ایک بندے کو اس طرح نکالنا میں سمجھتا ہوں۔۔۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس space ہونی چاہیے یعنی کہ وہ سینئر منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس اتنی space ہونی چاہیے کہ اگر ایک بندہ perform نہیں کرتا تو ہمارے پاس یہ سیکنڈ آدمی کا یا تھرڈ کو لگانے کا۔۔۔

سیّدظفرعلی آغا: میں تھوڑا سا پس منظر میں جاتا ہوں زیادہ تر نہیں زیادہ نہیں جاؤں گا۔جب یہ ہاسپٹل اسی پروفیسر، یہی پروفیسر، آغا صاحب! جب چلا رہا تھا تو سب ٹھیک ٹھاک چل رہا تھا۔دوسرا وہ چیخ چیخ کے بول رہا تھا کہ مجھے کچھ فنڈز چاہئیں جیسے ڈاکٹر صاحب نے ڈیٹیل کے ساتھ، کیونکہ یہ ڈاکٹر صاحب ہیں، ڈاکٹر ہی ڈاکٹر کا مسئلہ سمجھتا ہے۔تو بڑی ڈیٹیل سے اس نے کہا کہ کچھ فنڈز درکار ہیں تاکہ میں ہاسپٹل کو run کرسکوں۔جب اُسے فنڈ نہیں ملے اس کو اس جگہ سے ہٹا دیا گیا ہے لیول ٹو کا ایک اور، وہ بھی ہمارے لیے محترم ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے وہ بھی بلوچستان کا ایک Son of Soil ہے۔مگر میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں جب وہ آیا اُس کو فنڈز ملے تو ساری چیزیں run ہوگئیں ،سب چیزیں چلنا شروع ہوگئیں۔جناب اسپیکر! اس طرح اگر ہم کریں گے ہم اگر for example آپ کے سیکرٹری صاحب کو آپ کی کرسی پر ہم بٹھاتے ہیں، تو رول تو ہمیں یہ اجازت نہیں دیتا کہ ہمارے سیکرٹری صاحب اِس ٹائم اسپیکر بن جائے اور ہماری اسمبلی کو چلائے۔اِسی طرح اللہ پاک نے اس نظام کو اسی طرح بنایا ہے عمر کے لحاظ سے ایک چھوٹا ہوتا ہے ایک بڑا ہوتا ہے ایک بزرگ ہوتا ہے اسی طرح ہر انسٹیٹیوٹ میں آپ چلے جائیں، ہیلتھ میں چلے جائیں، آپ ہماری Judiciary کو دیکھ لیں۔جب ایک جج ریٹائرڈ ہوتا ہے تو سیکنڈ بیٹھا ہوتا ہے۔تو یہ جو ہمارے پاس اگر دو تین پروفیسر ہوتے تو جناب اسپیکر! مجھے کوئی اعتراض نہیں تھا۔اب ہوا کیا کہ ایک ایماندار افیسر کو اگر ہم بلوچستان کے اتنے بڑی ادارے سے ہٹائیں گے اور اس کے لیے ہم رولز اور قانون چینج کریں گے۔میں سمجھتا ہوں ذاتی طور پر کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔اس میں منسٹر صاحب آپ میرے دوست اور بھائی ہیں، اس پر ایک بہت بڑا Pandora Box کھلے گا اور لوگ اس پر باتیں کریں گے۔پروفیسر بننے کے لیے ایک پوری زندگی لگتی ہے۔اور یہ most

talented آپ یقین جانیں میں یہ نہیں کہتا ہوں پوری بلوچستان میں ووٹنگ کر لیں، سب ڈاکٹرز کو بلالیں اس میں آپکو ایماندار ڈاکٹر نہیں ملے گا۔ تو آپ اگر اس کو اس سیٹ سے ہٹائیں گے ہم اس ضد پر رہیں گے کہ ووٹنگ کرا لیتے ہیں۔ تو ووٹ تو ویسے بھی حکومت جس کی بنتی ہے اُن کے ووٹ زیادہ ہوتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی ہاں۔

سیّد ظفر علی آغا: ڈاکٹر اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس نے اپنی زندگی اس انسٹیٹیوٹ کے لیے صرف کیے ہیں۔ اور اگر اس کے لیے کچھ فنڈز دیئے جاتے، ہم اس کو چیک کرتے ہیں۔ تین چار مہینے کے لیے اگر وہ ہاسپٹل صحیح طرح چلاتا ہے۔ تو ویل اینڈ گڈ اگر نہیں چلاتا تو اپوزیشن کے ارکان منسٹر صاحب آپ کے ساتھ ہیں انشاء اللہ جس طرح بہتر سمجھتے ہیں اُسی طرح کریں۔

جناب اسپیکر: نہیں، آپ نے سنا نہیں ہے کہ absolute powers corrupt abslutely یعنی ایک بندے کو اگر اُس کے پاس کسی کو چیلنج کرنے اسکو اختیار ہی نہ ہو۔ پھر تو وہ کہانی عجیب سی ہو جائے گی۔

سیّد ظفر علی آغا: ٹھیک ہے۔ آپ کی پی ایم ڈی سی میں ہے۔

جناب اسپیکر: مطلب ایک آدمی کو permanent ایک جگہ بیٹھنے کے لیے، جب تک اُس کی سروس ہے، کیسے رہے گا؟

سیّد ظفر علی آغا: یہ تو پھر ہم اسی طرح اگر ہم باقی انسٹیٹیوٹ میں چلے جائیں۔ وہ بھی اسی طرح ہیں۔

جناب اسپیکر: اسی طرح changing ہے۔ وہ تو اُس میں choices تو ہیں۔

سیّد ظفر علی آغا: وہ تو اس میں مَیں آپ کو گنوا سکتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر آپ کا پوائنٹ آ گیا۔

سیّد ظفر علی آغا: آخری بات۔

جناب اسپیکر: جی۔

سیّد ظفر علی آغا: آخری بات جناب اسپیکر صاحب! میں منسٹر فائنانس صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ اِس ڈاکٹر کو، یہ ایک ایماندار ڈاکٹر ہے میں guaranteed ہوں فلور آف دی ہاؤس آپ انکو موقع دیں فنڈز دیں انشاء اللہ تعالیٰ یہی انسٹیٹیوٹ جس سے آپ مطمئن منسٹر صاحب اس لیول ٹو کی جس طرح ابھی وہاں بیٹھا ہے چیف ایگزیکٹو آفیسر اُس سے آپ مطمئن ہیں انشاء اللہ میں guaranteed ہوں کہ یہ بندہ سروکرے گا اور وہ اپنی ایمانداری کے ساتھ یہاں کام کرے گا۔ اِس طرح نہ کریں کہ اس طرح کے لوگوں کو اگر ہم ہٹاتے گئے تو ڈاکٹر صاحب نے آپ کو بتایا اس

طرح کی کئی مثال میں آپ کو دے سکتا ہوں کہ بڑے بڑے ہاسپٹلز میں گریڈ 16 کے، گریڈ 18 کے لوگ پوسٹ ہوئے ہیں۔تو پھر اس پر بھی بات کی جائے گی۔

جناب اسپیکر: منسٹر فائنانس میں یہ کہنا چاہتا ہوں میں نے ان کو کہا شاید ان کو سمجھ نہیں آیا۔ میں نے کہا absolute powers corrupt absolutely. آپ بتائیں کیا ہے؟

میر شعیب نوشیروانی (وزیر محکمہ خزانہ) جناب سپیکر! شکریہ سر! جو لاسٹ ٹائم ہماری بورڈ کی چونکہ میں بھی بورڈ کا ایک ممبر ہوں تو اس حوالے سے ہماری میٹنگ تقریباً کوئی چار پانچ گھنٹے چلی وہ پورا دن ہمارا اُس میٹنگ میں گزرا تو ڈاکٹر صاحب کی منسٹر صاحب کی ہم سب کی یہی تھی کہ اس ہاسپٹل کو جو اپنے پیروں پر کھڑا کریں۔ intention بلوچستان کا واحد ہاسپٹل ہے جہاں یہ کڈنی کے transplant وغیرہ dialysis وغیرہ ایسی چیزیں جو سخت ترین chronic جو diseases ہیں۔ان کو جا کے diagnose بھی اور treat بھی کرتا ہے۔ ہمارے پاس ایک زمانے میں تقریبا کوئی چار پانچ سال پہلے پیچھے جائیں تو یہ وہ انسٹیٹیوشن تھے جس کی مثالیں دی جاتی تھیں۔تو اس دن ہم سب اکٹھے ہو کر یہ افسوس کر رہے تھے کہ اس حالت میں کیوں پہنچی ہے؟ میں یہاں یہ نہیں کہ بالکل میں اپنے بھائی ظفر آغا صاحب اور ڈاکٹر صاحب کی اس بات سے پوری طرح منسٹر صاحب نے بتا دیا کہ ڈاکٹر صاحب کی جو پرفارمنس ہے یا ان کی جو کارکردگی ہے اُس پر کوئی سوال نہیں ہے اس میں کوئی شک نہیں بہت بہترین ڈاکٹر ہے بلکہ اللہ پاک نہ کرے کوئی بیماری ہو تو ہم اُسی کی طرف ہی recommend کریں گے، لیکن یہاں یہ مسئلہ ہے قانون سازی کا جیسے میرے بھائی کہہ رہے تھے کہ میں اس کی گارنٹی۔آپ کو گارنٹی بالکل لانے کی ضرورت نہیں ہے،ہم سب اس کی گارنٹی لیتے ہیں کہ وہ ایک بہترین قسم کے ڈاکٹر ہیں۔لیکن ایشو یہاں قانون سازی کا یہ جو قانون بنتے ہیں یہ جو Laws بنتے ہیں Acts بنتے ہیں یہ خود ایک گارنٹی ہوتی ہے تو یہ گارنٹیاں رکھنا یہ گورنمنٹ جو بیٹھتی ہے مختلف اپنے اداروں کو دیکھتی ہے کہ اُن کے حالت میں کس طرح سے بہتری لائی جا سکے۔ یہ جو پہلا initial step ہوتا ہے وہ قانون سازی ہوتی ہے جس کے تحت وہ Rules اور وہ جو Regulations ہیں وہ بنائے جائیں۔جس کے terms پر اس ادارے کو کھڑا کیا جا سکے۔تو آج اگر یہ گورنمنٹ سمجھتی ہے، گورنمنٹ کا ہمارا منسٹر جو صبح شام محنت کر رہے ہیں،کام کر رہے ہیں میرے اپنے دوست نے اس بات کا اعتراف بھی کیا ہے۔تو وہ جو hurdles جو ان کو نظر آ رہی ہیں مشکلات تو ہمیں ان کو سپورٹ کرنا چاہیے کل کو خدانخواستہ ابھی یہ personal specific، یہ اس لئے نہیں لایا جا رہا ہے کہ خدانخواستہ اس ڈاکٹر صاحب کو ٹارگٹ کریں۔ یہ in-future وہ ایسی سوچ ہے کہ جس کی طرف بہتری لائی جا سکتی ہے کئی ایسے قوانین لائے ہیں کہ حکومت نے سمجھا ہے کہ اس میں بہتری لائی جا سکتی ہے خدانخواستہ اگر اس میں بہتری نہیں لائی جا سکی

ہو تو وہ قانون واپس لیے جا سکتے ہیں تو یہی جو ہاؤس ہے جو ہمارا معزز یہ ایوان ہے اس میں چینجز کرتی رہی تو میری درخواست ہے کہ منسٹر صاحب نے جوان کی سوچ ہے ان کی فکر ہے جو ایک محنت کر رہے ہیں ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ تو وہ اُس سوچ کے تحت ان چیزوں میں ان کی مدد کی جائے۔ شکریہ جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: تو آپ چاہتے ہیں کہ ہم ووٹنگ کی طرف چلے جائیں؟

میر شعیب نوشیروانی: سر!

جناب اسپیکر: one by one۔ایک منٹ hold on۔جی ذرا منسٹر ہیلتھ کا مائیک آن کریں۔

وزیر محکمہ صحت: سر! آغا صاحب اور ڈاکٹر صاحب نے ذکر کیا۔اُن کے خیال میں یہ کوئی personal specific ہم amendment لائے ہیں۔ایسا بالکل نہیں ہے۔آغا صاحب ابھی بھی وہاں ہیں۔ He is performing and we are supporting him. ہم نے کبھی بھی یہ نہیں کہا ہے۔ نہ اُس کی integrity پر، نہ اُس کی دیانتداری پر، نہ اُس کی قابلیت پر شک کیا۔issue میں نے آپ کو پہلے detail میں سمجھایا کہ یہاں issue منیجمنٹ کا ہے۔اور یہ ضروری ہے کل کو اگر خدانخواستہ ایک پروفیسر کہیں پر نہ ہو۔ automaticall اِسطرح کوئی پروفیسر نہیں بنتا۔کہ بس ایک چلا گیا۔تو دوسرا automatic پروفیسر بن گیا۔ اِس طرح نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! یہ قانون سازی اِس لئے کی جارہی ہے۔کہ مستقبل میں اگر اِس طرح کے Lacunas ہوں۔تا کہ پھر ہم اُس سے بچ سکیں۔ یہ صرف آغا صاحب کیلئے نہیں ہے۔ میں نہیں چا رہا تھا۔کہ اِن چیزوں کے ہم ڈاکٹرز ہیں۔ ہمارے لئے انتہائی قابل احترام ہیں، پھر پروفیسرز ہیں اُن کے یہاں سینکڑوں اسٹوڈنٹس ہیں۔اُن کو اُنہوں نے تیار کیا ہے۔ ہر ڈاکٹر ہمارے لئے قابل احترام ہے۔لیکن جو منیجمنٹ بہتر سمجھتی ہے کہ کہاں پر کون اچھا منیجر ہے۔اور قانون اُس کی اجازت دیتا ہے۔ چاہے وہ 18 گریڈ کا ہو چاہے وہ 19 گریڈ کا ہو۔آج تک کوئی ایسا نہیں ہوا ہے کہ ہم نے وہ کیا ہے۔ یہاں ڈاکٹر صاحب نے، مَیں نے اور منسٹر فنانس نے اُسی دن اِس چیز پر ڈیبیٹ کی با قاعدہ۔تو اِس سے کوئی خدانخواستہ یہ نہیں ہو رہا کہ آغا صاحب پریشان ہو رہے ہیں کہ اُس کا جو کزن ہے اُن کو کچھ ہوگا۔ اُن کو کچھ نہیں ہوگا۔ Let him retired in the same institute. وہ اچھا perform کریں۔ We will be supporting him. ہم support کریں گے اُس کو اچھے طریقے سے۔۔۔(مداخلت) نہیں میں کرتا ہوں۔ میں بالکل، بالکل (مداخلت)

سید ظفر علی آغا: میں ریکویسٹ کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آغا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ پلیز منسٹر صاحب کو بولنے دیں۔

وزیر صحت: جو مریض ہے۔اُن کی خاطر فنڈز بھی دے رہیں اور با قاعدہ منسٹر فنانس نے مہربانی کی ہے۔ اُسکا جو

بجٹ ہے intial جو بھی۔ further budget وغیرہ چاہیے وہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ we are board Members۔ہم اپنے بورڈ میں یہ چیزیں لائیں گے۔ اُس پر ہم discuss کریں گے۔اِس وقت specifically۔ وہ ایک ہی چیز ہے کہ amendments۔تو اُس پر ہمیں یہ رائٹ ہے۔کہ ہم اُس پر ووٹنگ کریں۔ تاکہ فیوچر میں یہ اچھی قانون سازی ہو۔ اِس میں کوئی وہ personal نہیں ہے کسی کی personal specific نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ٹھیک ہے۔اچھا ابھی اِس طرح ہے کہ میں ڈاکٹر صاحب، اپنا ڈاکٹر نواز صاحب! ابھی مَیں، اگر اِس میں ہم ووٹنگ بھی نہ کراتے ہیں for example میری بات سُن لیں۔جی بتائیں۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: یہ جو اسٹینڈنگ کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں۔تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ اپوزیشن کی جو اسٹینڈنگ کمیٹیز ہیں۔

جناب اسپیکر: تھوڑا سا مائیک کے نزدیک ہو جائیں۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: اِن کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔اور ابھی ابھی کارڈیک انسٹیٹیوٹ کا پندرہ بیس منٹ پہلے جو بل پاس ہوا ہے۔جو ایکٹ پاس ہوا ہے۔اِس میں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی recommendations ہیں cabinet کی کہ بھئی اِس کا جو CEO ہے وہ گریڈ 20 کا پروفیسر ہوگا۔نہ کہ منیجمنٹ کیڈر۔ یہاں کیا آسمان گر گیا کہ یہاں پھر منیجمنٹ کیڈر کا آ گیا، پروفیسر کو بالکل کھڈے لائن لگا رہے ہو۔آپ کے اِدارے، آپ کا پورا پاکستان، آپ کا پورا ہیلتھ سسٹم آپ کے پروفیسرز چلا رہے ہیں۔آپ کے منیجمنٹ کیڈر پر ابھی بھی ہائی کورٹ میں کیس چل رہا ہے۔اُس کو تو بحیثیت منیجمنٹ کیڈر ابھی تک accept ہی نہیں کیا ہے۔کہ یہ منیجمنٹ کیڈر ہے۔آپ کے کتنے ڈی ایچ اوز ہیں جو کہ جنرل کیڈر کے ہیں۔آپ کے کتنے ہاسپٹل ہیں۔۔۔۔

جناب اسپیکر: دیکھیں یہ question در question ہے۔ایک منٹ منسٹر صاحب میری گزارش یہ ہے۔ اگر اِس میں کوئی possibility ہے۔

وزیر محکمہ صحت: ہم نے پروفیسر سے یہ کبھی بھی نہیں کہا ہے۔کہ پروفیسر نہیں بنے گا۔ پروفیسر تو already exist کرر ہا ہے۔سلیش منیجمنٹ کیڈر کا لا رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: one by one please۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: ایک پروفیسر کا رائٹ اُس سے چھیننا، یہ ڈاکٹرز برادری کے ساتھ، ہمارے ٹیچنگ اسٹاف کے ساتھ، ہمارے میڈیکل کالج اور تمام پاکستان کے جتنے بھی relevant ہمارے جو institutes ہیں، اُن کے

ساتھ ظلم ہے نا جائز ہے۔اور وہ لوگ اِس پر میرے خیال میں جو بھی وہ steps اُٹھانا چاہیں گے وہ اُٹھا سکیں گے۔

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! ابھی اِس طرح ہے کہ میں آپ یا اسٹینڈنگ کمیٹی تو اتھارٹی نہیں ہیں۔ The Authority is the House. اور House جو بھی فیصلہ دے گا۔تقریباً ظاہر ہے ہمیں اُس کو adopt کرنا پڑے گا۔اور اگر میں آپ کی بات پر یہ ووٹنگ نہیں بھی کراتا ہوں۔تو میں دوبارہ اِس کو ظاہر ہے اسٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیجواہوں گا۔اور اسٹینڈنگ کمیٹی سے again پھر یہ same recommendation آئے گی۔اُس میں کوئی amendment تو نہیں ہونی ہے۔پھر جب بھی House میں آئے گا تو House کے اندر پھر اُس پر ووٹنگ ہونی ہے۔جی آغا صاحب۔

سید ظفر علی آغا: اسٹینڈنگ کمیٹی میں بھیجوا دیں۔ہم منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ہم انشاءاللہ تعالیٰ اِس پر بات کریں گے۔اور رہ گئی جیسے منسٹر صاحب نے کہا کہ منیجمنٹ۔یہ منیجمنٹ تو ہر ہسپتال کا ایک ایڈمن ہوتا ہے۔ایڈمنسٹریشن ہوتی ہے۔وہی اُس کو چلا رہی ہوتی ہے۔اَب خالی پروفیسر کو خالی ٹارگٹ کرنا کہ یہ نہیں ہونا چاہیے۔xyz ہونا چاہیے۔میں سمجھتا ہوں کہ جناب اسپیکر! یہ بہت زیادتی ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں ابھی بات آگئی کہ ابھی منسٹر صاحب agree کرتے ہیں تو ٹھیک۔نہیں تو اگر وہ کہتے ہیں کہ ووٹنگ کرانی ہے۔

سید ظفر علی آغا: تو منسٹر صاحب سے personally request کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: سُن لیں اگر وہ کہتا ہے۔کہ ووٹنگ کرانی ہے۔ہم ووٹنگ کی طرف جائیں گے۔اگر آپ اُن کے ساتھ agree کرتے ہیں۔ جی صمد گورگیج صاحب۔

جناب عبدالصمد خان گورگیج (پارلیمانی سیکرٹری برائے سائنس وانفارمیشن ٹیکنالوجی): thank you sir۔میں بھی اِس کمیٹی کا ممبر ہوں۔وہاں تو ہم نے پروفیسر صاحب کے حق میں تقریباً تین ممبرز نے ووٹ دیئے ہیں تو یہاں دوبارہ اُس کے against جناب ہم کس طرح جائیں۔ہاں اِس کو Kindly یا پھر بھیج دیں وہاں اسٹینڈنگ کمیٹی میں انشاءاللہ وہاں سے ہم جو کر سکیں ہم کر لیں گے۔سر! آپ سے ریکویسٹ ہے۔

وزیر محکمہ صحت: جناب اسپیکر! آپ بھیج دیں گے دوبارہ تو وہ اِس پر کیا کریں گے،simple سی ایک ہی چیز ہے کہ ہم نے اُس کے ساتھ منیجمنٹ کیڈر پہلے پروفیسر پھر سلیش پھر منیجمنٹ کیڈر یہ چھوٹا سا مدعا ہے۔اِس کو اِتنا بڑا نہیں کیا جائے۔positively اِس چیز کو adopt کیا جائے۔اِس پر ہم یہاں ووٹنگ کرا لیتے ہیں رائٹ بنتا ہے۔باقی پھر اگر اِن کو کوئی problem ہے کوئی مسئلہ ہے اِس حوالے سے،ہم بیٹھتے ہیں ہم نے کبھی بھی یہ نہیں کہا ہے۔جو بھی پروفیسر چلا

رہے ہیں۔ یہاں ایک ڈاکٹر صاحب کی confusion ہے کہ پروفیسر کو نکالا جا رہا ہے۔ہم پروفیسر کو کبھی بھی نہیں نکل رہے ہیں۔ پروفیسر تو باقی بھی ہمارے وہ جو بلوچستان چائلڈ ہیلتھ انسٹیٹیوٹ ہے اُس کا ہے۔ باقی جو سپشلائیز ڈ انسٹیٹیوٹ ہے اُن کے ہیں۔ یہاں Lacuna یہی آ رہا ہے کہ درمیان میں ہمارے پاس وہ نہیں ہے۔تو یہ simple بہت زیادہ ہے۔ دوبارہ اِس کو کمیٹی میں بھیجنا ہے۔ اِس کو linger-on کرنا۔ ہماری legislation یہ ضروری ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ تو کمیٹی میں، مَیں نے کہا کمیٹی میں اُس صورت میں جائے گا اگر آپ agree کرتے ہیں۔تو میں اُن کے ساتھ بیٹھنے کیلئے تیار ہوں۔ اگر کوئی اُس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔تو میں کمیٹی کو دوبارہ بھجوا دیتا ہوں۔ otherwise کمیٹی میں جانے کا کوئی وجہ نہیں بنتی۔

وزیر صحت: سر! کوئی نہیں بنتا۔ سر! یہ simple سی چیز ہے۔

جناب اسپیکر: اوکے پلیز۔ اوکے پلیز۔ جی minister for C & W

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ): اِس پر تھوڑا سا بولنا چاہتا ہوں۔ thank you جناب اسپیکر صاحب۔ یہ ایک اہم issue ہے۔ظاہر ہے دونوں نے اِس پر کافی محنت کی ہے۔ بیٹھے ہیں۔تو ایک طرف جو منیجمنٹ کیڈر ہے دوسری طرف جو دوسرا ہے۔تو ایک issue ہے۔

جناب اسپیکر: تھوڑا سا اُونچا بولیں۔ ذرا مائیک کے نزدیک ہو جائیں۔

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: تھوڑا سا اِس میں اگر issue آ رہا ہے تو میری گزارش ہوگی منسٹر ہیلتھ صاحب سے کہ دو دن اِس کو اگر pending کر کے coming جو آپ کا سیشن ہے اُس میں دوبارہ لے آئیں۔ اور تھوڑا سا ٹوٹل ہمارے اسمبلی کے جتنے بھی ممبران ہیں۔آپ کا سیکرٹری صاحب ہے۔ proper سب کو بریفنگ دیں اور سندھ، کے پی کے اور پنجاب کے بھی ماڈل کو بھی تھوڑا سا دیکھا جائے اُس کے بعد اگر اس پر فیصلہ کیا جائے۔تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ آپ کی کمیٹی کے جو آپ کے اپنے پیپلز پارٹی کے لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے پروفیسر کے حق میں دیا ہے۔تو اِس طرح کی بات کی ہے۔ اگر دو دن اِس کو تھوڑا سا delay کر دیں تو میرے خیال میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر proper طریقے سے تھوڑی سی بریفنگ بھی ہو جائیں۔تھوڑا ہم بھی سمجھیں۔ ہم اس وقت تک proper اس چیز کو سمجھ نہیں پا رہے ہیں۔ اگر دو دن اِس میں delay ہوتا ہے تو میرے خیال میں کوئی بڑی بات نہیں ہوگی۔تو بہتر یہ ہے کہ تھوڑا سا آپ سندھ کو بھی دیکھیں۔

جناب اسپیکر: آپ کی suggestion یہ ہے کہ ایک نشست اور کرائی جائے۔

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: ایک نشست آپ کمیٹی نہیں overall جتنے بھی ہم ممبران۔

جناب اسپیکر: نہیں کمیٹی میں تو آپ سب کو اجازت ہے۔ you can always participate in that.

وزیر مواصلات، ورکس، فزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: coming جو آپ کا سیشن ہے میرے خیال میں 11 تاریخ کو دوبارہ اِس کو لے آئیں۔ اُس کو delay زیادہ نہ کریں۔ ایک اگر ہو جائیں تو میرے خیال میں اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔

جناب اسپیکر: جی علی مدد جتک۔

حاجی علی مدد جتک: جناب اسپیکر صاحب! یہ اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: ذرا مائیک کے نزدیک ہو آواز تھوڑی سی مائیک میں گڑ بڑ آ رہی ہیں آواز آپ کی نہیں آ رہی ہیں مجھے تکلیف پہنچ رہی ہے۔ تھوڑا سا جھک کر یئیے۔ آپ بتائیں جی۔

حاجی علی مدد جتک: جناب without بغیر مائیک کے بھی میری آواز گونجتی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے کیونکہ پچھلے 7-6 مہینے سے ہمارے وزیر صحت نے جو محنت کی اِس محکمے کو اپنے پاؤں پر کھڑا کیا۔ اور یہ ہمارے دوست جو بیٹھے ہوئے ہیں یہ اس طرح نہیں سمجھے کہ صرف ایک پروفیسر کو یہ ٹارگٹ بنائے جائے۔ یہ کمیٹی میں بھیج دیں گے پھر وہی مسئلہ آ جائے گا جو آج آپ اِس پر ووٹنگ کریں کیونکہ اِس نے محنت کرنی ہے آگے اِس محکمے کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا ہے۔ اگر ہم باقی صوبوں کے نسبت اِس طرح ہم کریں کہ نہیں یہ نہیں۔ اگر میری کارکردگی اِس پانچ سال اسمبلی میں اچھی ہو۔ تو پھر بار بار آپ مجھے منتخب کریں۔ بھئی اِس کا right بنتا ہے کہ اپنے محکمے کو کس طرح اچھا سے افسر دے دوں وہ بھی قابلِ احترام افسر ہے مگر آپ ووٹنگ کریں کیونکہ عبدالصمد گورگیج حکومت کا حصہ ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ تو ٹھیک ہے آپ کا ٹریژری بنچز والے بھی بہت سارے کہتے ہیں کہ سر! اِس کا اگر آپ؟

حاجی علی مدد جتک: سر! نہیں نہیں آپ کر لیں ٹریژری بینچز والوں نے ہمارے ساتھ دیا تو ٹھیک ہے نہیں دیا تو پرواہ نہیں ہے ہم سارے آپس میں ایک ہیں۔

سید ظفر علی آغا: جناب اسپیکر صاحب! سب معزز اراکین اسمبلی نے تفصیل سے اِس پر بات کی ہے اور سیر حاصل بات ہوئی ہے کہ اِسی پروفیسر کو رہنے دیا جائے۔ اِس کیڈر کو رہنے دیا جائے یہ کمیٹی میں فیصلہ ہوا ہے۔ اب محترم منسٹر صاحب۔

حاجی علی مدد جتک: سر! کمیٹی دیکھیں۔ یہاں اکثریت ممبران جو بیٹھے ہوئے ہیں وہ حرفِ آخر تو نہیں ہے کمیٹی میں جو دستخط کیئے ہیں۔

سید ظفر علی آغا: مطلب ووٹ پر۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ووٹ پر آپ لوگ زور آور ہو آپ لوگ ووٹ کر سکتے ہو آپ حکومت ہو۔

حاجی علی مدد جتک: جی۔

سید ظفر علی آغا: میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اِس کو دوبارہ کمیٹی میں۔اسپیکر صاحب! میں بار بار یہ request کر رہا ہوں کہ اِس کو کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ آپ تشریف رکھیں۔آپکی بات آ گئی ہے۔جی منسٹر صاحب! اِن سے اگر آپ request کرتے ہیں یا جو بھی ہے تجویز ہے ہماری آپ کی اپنی ٹریژری بنچز کی بھی۔ just for one نشست اگر آپ دوبارہ اِن پر بیٹھتے ہیں تو ٹھیک ہے نہیں تو پھر اللہ خیر صلا۔پھر ووٹنگ ہی ہوگی۔

جناب بخت محمد کاکڑ (وزیر محکمہ صحت): سر! ایسے ہے اِس میں ویسے Understanding والی کوئی بات نہیں ہے سب کو Simple چیز ہے کہ ہم ایک Amendment لارہے ہیں ایک اور نقطہ ڈال رہے ہیں کہ management cadre ہم پروفیسر صاحب کو ہٹا نہیں رہے ہیں نہ کسی بھی پروفیسر کے خلاف ہیں کہ پروفیسر نہ بنیں۔یہ چیز ڈاکٹر صاحب کو سمجھ آنی چاہیے دوسری اہم بات یہ ہے سر! سلیم صاحب نے request کی ہے دو دن یا چار دن لگتے ہیں.no issue at all۔

جناب اسپیکر: ok۔

وزیر محکمہ صحت: دیکھیں یہاں جو ہمارے Hospitals ہیں کسی بھی طرح پر وہ suffer نہ ہوں۔جب تک اگر ہم Legislation نہیں کریں گے ہماری structural reforms نہیں ہوگی ہم Personal specific چاہیں گے۔ personal Centric agenda ہوگا اِس ہاؤس میں I don't understand کہ پھر ہمیں پتہ نہیں ہم جو خواب دیکھ رہے ہیں جو ترقی کا خواب دیکھ رہے ہیں یا چیزوں کو بہتر کرنے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔وہ پھر اِس طریقے سے بہت مشکل ہو جائیگا۔دو دن بھلے لے لیں جو بھی وہ چیز چاہیں۔

جناب اسپیکر: ہو گیا done ہو گیا آپکا point بالکل valid ہے۔valid ہے آپ کا point آ گیا۔اب یہ سنیں آپ ایک منٹ اپنا سنیں ناں سنیں آپ ایک نشست کے لیے فوری طور پر یعنی کہ کل اِس پر میں اِس کو دوبارہ اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کرتا ہوں۔اور کل اِس پر نشست ہونی چاہیے اور 11 تاریخ کو ہمارے موجودہ سیشن کا last day ہے۔اُس میں اِس کے Findings ٹیبل ہونی چاہیے۔thank you۔کل اسٹینڈنگ کمیٹی کی کل تین بجے میٹنگ ہوگی اور اِس میں سے پوری اسمبلی کے ممبرز جو بھی اِس مجلس کو attend کرنا چاہیں گے اُن کے لیے

invitation ہے وہ آئیں اِس کو attend کریں جس طرح سلیم صاحب نے کہا تا کہ ہمیں بھی سمجھ آئیں کہ اِس کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ تو کل تین بجے اِس کی میٹنگ ہوگی اور last day موجودہ سیشن پر یہ دوبارہ ٹیبل ہوگا اور اُس پر آپ لوگ یہاں Final decision دیں گے۔

وزیر محکمہ خزانہ: جناب اسپیکر! اِس بارے میں جو آپ نے میٹنگ کال کی ہے اس کی کیا وجوہات ہیں؟ کمیٹی کی میٹنگ آپ نے دوبارہ کل کال کی ہے سب کو بلایا ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: Discussion۔Discussion۔Discussion اگر وہ mutually understanding آ جاتی ہے تو Accordingly اُس کی Findings آئیں گی۔ اگر نہیں آتی ہیں تو جو بھی Findings ابھی آئی ہے اُسی طرح ہوگی اور ہاؤس میں آئے گی پھر اِس پر ووٹنگ ہوگی۔ thank you.جی۔

جناب اسپیکر: چیئرمین مجلس قائمہ برمحکمہ بورڈ آف ریونیو! مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان لینڈ ریونیو کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2025ء) پیش کریں۔ جی مندوخیل صاحب۔

جناب فضل قادر مندوخیل: مجلس قائمہ برمحکمہ بورڈ آف ریونیو کی جانب سے مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان لینڈ ریونیو کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2025) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: مجلس قائمہ برمحکمہ بورڈ آف ریونیو کی جانب سے مجلس کی رپورٹ بر بلوچستان لینڈ ریونیو کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2025) ایوان میں پیش ہوا۔ وزیر برائے محکمہ بورڈ آف ریونیو! بلوچستان لینڈ ریونیو کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2025ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر محکمہ مال): میں وزیر برائے محکمہ بورڈ آف ریونیو تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان لینڈ ریونیو کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2025ء) کی مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ لہٰذا بلوچستان لینڈ ریونیو کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2025ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ بورڈ آف ریونیو! بلوچستان لینڈ ریونیو کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025 (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2025) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر محکمہ مال: میں وزیر برائے محکمہ بورڈ آف ریونیو تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان لینڈ ریونیو کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025 (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2025) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ لہٰذا بلوچستان لینڈ ریونیو کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2025ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جاتا ہے۔

آڈٹ رپورٹ کا پیش کیا جانا۔ وزیر خزانہ! آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان Special Study Report برتعمیر کراچی بس ٹرمینل بمقام ہزار گنجی کوئٹہ بذریعہ کوئٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی مالی سال 2016ء تا 2018ء آڈٹ سال 20-2019ء ایوان میں پیش کریں۔

وزیر محکمہ خزانہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں خزانہ آرٹیکل 171 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان Special Study Report برتعمیر کراچی بس ٹرمینل بمقام ہزار گنجی کوئٹہ بذریعہ کوئٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی مالی سال 2016ء تا 2018ء آڈٹ سال 20-2019ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آڈیٹر جنرل آف پاکستان Special Study Report برتعمیر کراچی بس ٹرمینل بمقام ہزار گنجی کوئٹہ بذریعہ کوئٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی مالی سال 2016ء تا 2018ء آڈٹ سال 20-2019ء ایوان میں پیش ہوا۔ لہٰذا اِسے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان پرفارمنس آڈٹ رپورٹ بر گوادر۔لسبیلہ Livelihoods سپورٹ پروجیکٹ مالی سال 13-2012ء تا 21-2020ء آڈٹ سال 23-2022ء ایوان میں پیش کریں۔

وزیر محکمہ خزانہ: مَیں وزیر خزانہ آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کا پرفارمنس آڈٹ رپورٹ بر گوادر۔لسبیلہ Livelihoods سپورٹ پروجیکٹ (GLLSP) مالی سال 13-2012ء تا 21-2020ء آڈٹ سال 23-2022ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آڈیٹر جنرل آف پاکستان پرفارمنس آڈٹ رپورٹ بر گوادر۔لسبیلہ Livelihoods سپورٹ پروجیکٹ (GLLSP) مالی سال 13-2012ء تا 21-2020ء آڈٹ سال 23-2022ء ایوان میں پیش ہوا۔ لہٰذا اِسے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ جی مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ صاحب آپ کچھ بولنا چاہ رہے تھے۔

(خاموشی۔ اذانِ عصر کی خوبصورت آواز 5 بجکر 15 منٹ پر ایوان میں گونج اُٹھی)

جناب اسپیکر: جی مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی بسم الرَّحمٰن الرَّحیم بہت شکریہ اسپیکر صاحب۔ایک بات تو یہ ہے کہ ہماری صوبائی اسمبلی میں یہاں جو صوبائی سیکرٹریز ہیں، یہ بلوچستان کا سب سے بڑا ایوان ہے تو جب بھی اسمبلی کے اجلاس ہوں تو جس طرح اراکین اسمبلی کو حاضر ہونا چاہئے اسی طرح صوبائی سیکرٹریز کو لازماً اس میں شامل ہونا چاہئے۔

جناب اسپیکر: جی بالکل۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اب آپ اندازہ لگائیں کہ ڈیڑھ سال سے جب یہ سیشن ہو رہے ہیں تو صوبائی سیکرٹریز کی کیا دلچسپی تھی اور ہے کیا وہ ہمیں عزت دیتے ہیں اس پارلیمنٹ کو عزت دیتے ہیں اس صوبائی اسمبلی کو عزت دیتے ہیں منتخب اراکین کو عزت دیتے ہیں؟ آپ خود اندازہ لگائیں۔آپ اس پر سخت ہدایات دے دیں کہ کم سے کم ہر اجلاس میں تقریباً ہر اجلاس میں ہمارے لئے تو ہوتا ہے کہ یہاں رخصت کی درخواستیں آپ پڑھتے ہیں کہ فلاں فلاں ایم پی اے کی رخصت کی درخواستیں ہیں۔

جناب اسپیکر: ok مولوی صاحب! آپ کی بات ہماری سمجھ میں آ گئی ہے مَیں یہ رولنگ دے رہا ہوں چیف سیکرٹری کو direct کر رہا ہوں کہ جس محکمے کے متعلق جو بھی questions ہوں گے اُس دن اُس محکمے کے سیکرٹری کا حاضر ہونا لازمی ہوگا اگر وہ نہیں آئیں گے تو اُن کے خلاف کارروائی ہوگی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: ایجنڈا آئٹمز پر ہے۔ایجنڈا آئیٹم جو بھی اُس سے متعلق ہوگا وہ آئے گا۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جناب اسپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی جی مولوی صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: دیکھیں محکمہ فشریز کی رپورٹ ہے کہ سالانہ دوسو ارب روپے کی مچھلی ہماری چوری کرتے ہیں 70% مچھلی ہمارے ٹرالر مافیا لے جاتے ہیں ہماری قسمت میں صرف 30% مچھلی ہوتی ہے ابھی یہ تین چار مہینے ہیں جو کہ ہمارے ماہی گیروں کا سیزن ہوتے ہیں ابھی انکو باقاعدہ بلایا گیا ہے محکمہ فشریز کی طرف سے مَیں کل بھی تمام اداروں کو سب کو مَیں نے رپورٹ بھیجی ہے کہ جیونی میں ایک ٹرالر کا کیا ریٹ مقرر ہے پسنی میں فی ٹرالر کا ریٹ کیا مقرر ہے اور پسنی اور اور ماڑا گوادر میں فی ٹرالر کا کیا ریٹ مقرر ہے کراچی میں بیٹھ کر اُسکا ریٹ مقرر کیا جارہا ہے۔CM کی نیت پر مجھے شک نہیں ہے۔وزیراعلیٰ بلوچستان نے یہاں اسمبلی فلور پر ہدایت دی کہ سیکرٹری فشریز کل گوادر پہنچے۔اُسکے بعد وزیراعلیٰ خود دو دفعہ گوادر آئے ہیں لیکن اب تک سیکرٹری فشریز ایک منٹ کے لئے بھی گوادر نہیں آیا ایک سیکرٹری سی ایم

بلوچستان کی بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے تو کیا وہ ٹرالر روکے گا؟ آج ایسے لوگوں کو محکمہ فشریز میں سیکرٹری ہو ڈی جی ہو ایسے لوگوں کو مقرر کیا گیا ہے تو باقاعدہ اُسکے نمبرز بند ہیں۔ٹرالرز آ چکے ہیں آج بھی جناب اسپیکر! پسنی میں سینکڑوں کی تعداد میں ٹرالرز ہیں ان کی ویڈیو میں نے سی ایم صاحب کو بھیجی ہے آج بھی وہ آئے ہیں ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆(بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیئے گئے) وہ ضرور محکمہ فشریز کے ساتھ ☆(بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیئے گئے) ہیں اور اور☆☆☆☆☆۔☆☆☆☆☆☆۔☆☆☆☆☆☆(بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیئے گئے) محکمہ فشریز ملوث ہے مَیں آپ سے کہتا ہوں جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: یہ الفاظ حذف کیئے جاتے ہیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: نہیں نہیں ہمارے ماہی گیر چیخ رہے ہیں۔مَیں بات مکمل کر رہا ہوں۔ ہمارے ماہی گیر یہ تین مہینے ان کو ہمارے لوگوں کو اجازت نہیں ہوگی تو وہ کیا کریں گے ہم اگر ٹرالر والوں کو نہیں پکڑ سکتے ہیں جناب اسپیکر! ہمارے ماہی گیر رُل رہے ہیں وہ فریاد کر رہے ہیں آپ ہمیں اجازت دے دیں۔ آپ اعلان کریں کہ ماہی گیر اپنی حفاظت خود کریں مَیں فلور پر کہہ رہا ہوں خدا کی قسم اگر ان کو☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆(بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیئے گئے) آپ اجازت دیں ہمیں اگر فشریز محکمہ نہیں کر سکتا حکومت کچھ بھی نہیں کر سکتی ہمارے بچے رو رہے ہیں جناب اسپیکر! روزگار نہیں ہے بارڈرز بند ہیں ایک ہی سمندر ہے ہمارے پاس یہ بھی ٹرالرز والوں کے حوالے آپ کرتے ہیں ہم کھائیں گے کہاں سے ہم کیا بینک ڈکیتی کریں موٹروے پر چوری کریں منشیات بیچیں کیا کریں ایک ہی کام ہے ہمارے ماہی گیروں کا۔☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆(بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیئے گئے) مَیں قسم کھا کے کہتا ہوں ☆☆☆(بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیئے گئے)۔

جناب اسپیکر: یہ الفاظ again حذف کیئے جاتے ہیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: مَیں ماہی گیر ہوں میرے بچے ماہی گیر ہیں۔ ایک سال ہو گئے تقریریں کرتے ہوئے قراردادیں پیش کرتے ہوئے لیکن ٹرالرز آ رہے ہیں فشریز والے غائب ہیں ان کا انجن اور بوٹ خراب ہیں فشریز والوں کے فیول کے پیسے نہیں فشریز والوں کے پیٹرولنگ کی ٹیم نہیں ہے۔کبھی ہوا کا بہانہ کرتے ہیں کبھی آندھی کا بہانہ کرتے ہیں۔آج بھی ٹرالرز وہاں آ چکے ہیں جب ٹرالرز موجود ہیں یہ اس کی دلیل ہے کہ ☆☆☆☆☆۔☆☆☆☆☆☆۔☆☆☆☆☆☆(بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیئے گئے)

مَیں آپ سے کہہ رہا ہوں جناب اسپیکر! سیکرٹری فشریز وزیراعلیٰ کی بات نہیں مانتا۔ جب پورے ایوان کی بات نہیں مانتا ہے ہماری ماہی گیروں کی جو زندگی ہے۔ میری صوبائی حکومت اور وزیراعلیٰ محترم سے گزارش ہے کہ خدارا ماہی گیروں پر رحم کرو۔ دو سیشن باقی ہیں میں ٹرالر مافیا کے خلاف روزانہ احتجاج کروں گا۔ ورنہ صوبائی حکومت سب کہہ دیں کہ ہم ناکام ہم ٹرالر مافیا کا مقابلہ نہیں کر سکتے، سب بتائیں۔

جناب اسپیکر: ok ٹھیک ہے۔thank you آپ کا point on record آ گیا ہے۔ منسٹر صاحب چونکہ یہاں موجود نہیں ہیں فشریز کے تو وہ جب آئیں گے انشاءاللہ تو اُن سے رائے لے لیں گے۔ جی حاجی محمد خان صاحب کا مائیک آن کریں۔ ok on ہے۔

حاجی محمد خان لہڑی (پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن): شکریہ جناب اسپیکر۔ اسپیکر صاحب! اُس دن میں نے یہاں کیسکو اور انرجی ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے یہاں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی۔ اس حوالے سے آپ مہربانی کر کے اُن کو رولنگ دیں اِس حوالے سے کہ جب تک زمینداروں کو پیسے پیمنٹ نہیں کیے ہے انرجی ڈیپارٹمنٹ نے، آپ ان کے کنکشن نہیں کاٹیں۔ اگر اس حوالے سے کل آپ انرجی ڈیپارٹمنٹ اور چیف کیسکو کو بلائیں۔

جناب اسپیکر: کل اُن کو بلا لیں؟ کل چونکہ آپ کی اسٹینڈنگ کمیٹی والی میٹنگ بھی ہے جو ابھی ہم نے اس کا discuss کیا تھا ہیلتھ کے حوالے سے۔ تو کل نہیں بلا سکتے یا اگر آپ چاہتے ہیں تو کل ساڑھے بارہ یا ایک بجے انکو بلا سکتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: بلا لیں اِن کو، حقیقتاً وہاں ہماری بجلی کے بہت ایشو ہیں زمینداروں کے ایشو ہیں، اس حوالے سے انرجی ڈیپارٹمنٹ والے بیٹھیں فیصلہ کریں کہ اگر ان کو پیسے پیمنٹ ہوئے ہیں تو ٹھیک ہے، نہیں ہے تو۔۔۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے، بالکل پوائنٹ آ گیا ہے۔ ابھی ہم صرف availability دیکھیں گے کیسکو چیف کی بھی اور سیکرٹری انرجی کی بھی، جو بھی avalable ہوں گے، تو کل آپ کو time convey کریں گے انشاءاللہ جس time بھی ہو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن جناب اسپیکر ! یہ بات صحیح ہے آپ کو حقیقت بتاؤں ہمارے منسٹر انرجی بھی بیٹھے ہوئے ہیں اُنکے پاس بھی ڈیٹا ہے انہوں نے میرے ساتھ بھی شیئر کیا ہے کہ تین سو زمیندار جو ہمارے نصیر آباد کے ہیں ان کے ٹیوب ویلوں کے پیسے انرجی ڈیپارٹمنٹ نے پیمنٹ نہیں کیے ہیں۔ اور اس وقت آپ کے

چیف کیسکو سے میں نے بار بار اِس حوالے سے کہا ہے، انہوں نے کہا کہ نہیں کاٹیں گے۔ لیکن وہاں جو مقامی اُن کے XEN ہے یا SDO ہے انہوں نے لائن بند کی ہوئی ہیں، کہتے ہیں پیسے ان کو ملیں گے۔

جناب اسپیکر: یہ وہی ایشو ہے جو زرعی ٹیوب ویلوں کو energize کرنا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: جی، زرعی ٹیوب ویلوں کے ہیں اس حوالے سے مَیں نے یہاں ہمارے منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں اُن کے پاس ڈیٹا ہے۔ تین سو جو ہمارے زمیندار ہیں کہ انرجی ڈیپارٹمنٹ نے پیمنٹس نہیں کیے ہیں۔ یہ آپ کے انرجی ڈیپارٹمنٹ کا ڈیٹا ہے۔

جناب اسپیکر: اچھا! یہ Government against the Government

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: جی ہاں۔

جناب اسپیکر: جی پلیز منسٹر صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ توانائی: سر! اِس کا طریقہ جو ہمارے تقریباً 28 ہزار کچھ ٹیوب ویلز ہیں پورے بلوچستان کے، یہ سارے ڈسٹرکٹ complete ہو گئے۔ اصل میں رپورٹ وہاں ڈسٹرکٹ سے تین کمیٹی، کیسکو والے، ڈی سی اور زمیندار ایکشن کمیٹی۔ وہاں سے جناب! رپورٹ بنا کے پھر بھیجتے ہیں۔ تو مَیں نے جس دن معزز ایم پی اے ممبر نے جو سوال کیا تھا مَیں نے معلومات کیں یہ نصیر آباد، صحبت پور، تین چار ڈسٹرکٹس کے ان کے اور ابھی تقریباً 10 یا 15 دن پہلے رپورٹ وہاں سے آئی ان کی ذمہ داری وہاں جو ڈسٹرکٹ کیسکو آفیسرز، زمیندار ایکشن کمیٹی اور متعلقہ DCs، اس میں 90 فیصد تقریباً سارے بلوچستان کے complete ہو گئے ہیں۔ جو رہ گئے انہی کی وجہ سے تو انرجی ڈیپارٹمنٹ نے سمری بنا کے سی ایم صاحب کو بھیج دی ہے کیونکہ پیمنٹ 70 فیصد فیڈرل حکومت کر رہی ہے۔ فیڈرل حکومت نے اپنے 100 پرسنٹ پیمنٹ کر دیے ہیں۔ بقایا 30 پرسنٹ صوبائی حکومت کر رہی ہے، یہ جو رہتے ہیں ہم نے سی ایم صاحب کو لکھا ہوا ہے۔ جیسے اِن کی amount آ جائے گی۔ لیکن اگر late ہیں تو مقامی آفیسر کی وجہ سے۔

جناب اسپیکر: ان کا جو پوائنٹ ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے disconnect بھی کر دیے ہیں اور ساتھ ساتھ پیمنٹ بھی نہیں کیے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: سر! کیسکو والے disconnect کرتے ہیں انرجی ڈیپارٹمنٹ نہیں، چونکہ کیسکو ایک فیڈرل subject ہے جو کہ مرکزی حکومت نے جو 70 پرسنٹ تھا، اس نے مکمل پیمنٹ کر دیا ہے۔ تو اُس نے اپنے ڈیپارٹمنٹ کو حکم دے دیا ہے کہ disconnect کریں۔ لیکن جب وہاں ڈسٹرکٹ سے رپورٹ نہیں

آتی ہے تو انرجی ڈیپارٹمنٹ کو کس طرح پتہ چلے گا کہ کس کو دیا ہے، کس کو نہیں دیا ہے۔اس میں تقریباً 13,12 سو اس طرح کے میٹرز ہیں۔ کچھ وہاں مقامی آفیسر کی وجہ سے late ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں کچھ میٹر باپ کے نام پر تھے ابھی اس کے چار بیٹے ہیں۔ چاروں دعویٰ کر رہے ہیں یا کسی نے اپنا میٹر بیچ دیا ہے وہ پہلے والا ابھی ڈیمانڈ کر رہا ہے کہ 20 لاکھ مجھے دے دیں، دوسرا ابھی کہہ رہا ہے۔انرجی ڈیپارٹمنٹ ان کو کنفرم کر کے پھر آپ کو فنڈنگ کرے گا تو یہی مسئلہ ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: جناب اسپیکر! میں یہاں پہ ایک بات بتانا چاہتا ہوں سی ایم صاحب کی رولنگ ہے جس لائن پر اگر ایک زمیندار کو بھی پیمنٹ جب تک نہیں ہوگا اسکا کنکشن disconnect نہیں کیا جائے گا۔

جناب اسپیکر: بالکل ایسے ہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: اب کیسکو اس کو disconnect کر رہی ہے میرا کہنے کا یہ مقصد ہے جب تک زمینداروں کو پیمنٹ نہیں ہوگا تو مہربانی کر کے آپ بھی آج چیف کیسکو کو بلائیں یا رولنگ دیں۔ یہاں جو ہماری لائنیں ہیں ان کو disconnect نہیں کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جی فیصل جمالی صاحب مائیک آن کریں۔

سردارزادہ فیصل خان جمالی (وزیر محکمہ امور حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ): thank you sir جناب! میں specifically floods کے بارے میں بات کرنا چاہ رہا ہوں۔اس میں پہلا ریلا گزر چکا ہے سیکنڈ ریلا ہمارا گڈو بیراج اور سکھر بیراج پہ 10 تاریخ کو پہنچ رہا ہے۔جو گڈو کی کل میں وہیں پر تھا بیراج پہ جو پوزیشن ہے اس وقت وہ تقریباً 7 لاکھ کیوسک کا estimate دے رہے ہیں پلس سکھر بیراج پہ جو estimate بتا رہے ہیں وہ سارے۔۔۔

جناب اسپیکر: Order in the House, please Respected Minister Sahiban Order in the House پلیز جی فیصل جمالی صاحب۔

وزیر محکمہ امور حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: سر! یہ بہت importent ایشو ہے اس وقت سیلاب کے بارے میں مجھے تو سمجھ نہیں آئی کسی نے بات کیوں نہیں کی اس میں تو سارا نصیر آباد ہم اس کی لپیٹ میں ہیں۔ چاہے صحبت پور ہے چاہے جھٹ پٹ ہے چاہے ڈیرہ اللہ یار ہے چاہے اوستہ محمد ہے چاہے جھل مگسی ہے اور اس وقت situation بہت alarming بھی نہیں ہے لیکن اتنی convenient بھی نہیں ہے کہ ہم بالکل سنیں گے میری ریکویسٹ یہ ہے سر!

کہ یہ تین چار چار دن اس میں جتنے بھی ہمارے ڈیپارٹمنٹس ہیں جو کہ کنسرن ہیں جیسے اریگیشن ہے پی ایچ ای ہے جیسے لائیوسٹاک ہے اس قسم کی جو آپ next منگوائیں اور ہمیں بتایا جائے کہ اللہ نہ کرے اللہ نہ کرے کہ دوبارہ سیلاب آتا ہے تو ہماری کیا preprations ہیں اور یہ بہت ضروری ہے سر! اور ایک خدشہ ہمیں ہے ہماری سندھ گورنمنٹ کے ساتھ کمیونیکیشن بہت ضروری ہے۔ میں تو ان کے ساتھ پچھلے 10 دن سے ڈیلی ان کا ڈیٹا لے رہا ہوں۔ ہمارے اسی ایم اور سی ایم سندھ کا ہونا بہت ضروری ہے۔

جناب اسپیکر: منسٹر فنانس صاحب! یہ آپ on behalf of the Chief Minister آپ اگر kindly ان کو سنیں ان کا جو ایشو ہے ذرا اس کو۔ جی۔

وزیر محکمہ امور حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: اچھا اس میں یہ ہے کہ جناب! کل ایک دم وہاں پہ situation چینج ہوئی جو وہ ہمیں دے رہے تھے گیج اور جو ڈیٹا دے رہے تھے تو وہ کل ایک دم اس میں دو ڈھائی لاکھ کیوسک کا raise آ گیا۔ تو یہ چینجز اس میں آ رہی ہیں۔ اور انہوں نے ہمیں یہ بتایا کہ جی 10 سے 12 تک آپ کو یہ خطرہ ہے۔ تو میں آپ کو یہ ریکویسٹ کرنا چاہوں گا کہ باقی ایشوز تو ہم نے دیکھ لیے لیکن فلڈ کی طرف ہماری طرف کوئی بھی نہیں دیکھ رہا۔ آپ kindly یہ جتنے بھی ہمارے جو کنسرنڈ ڈیپارٹمنٹس ہیں ان سے یہ کہیں کہ یہ ان کے ساتھ اور اریگیشن کے ساتھ رہیں۔

جناب اسپیکر: ok۔

وزیر محکمہ امور حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: ایک اور ہمارا خدشہ ہے اور وہ میں اپنی گورنمنٹ سے اور اپنے allies سے یہ کہوں گا کہ خدانخواستہ خدانخواستہ ہم، امید تو ہے کہ ابھی تک نارمل ہے کنٹرول میں ہے لیکن ایک situation اس کی دوسری یہ بتائی جا رہی ہے کہ بوقتِ ضرورت ہو سکتا ہے ہمیں کٹ دیا جائے۔ تو ہم نے ان کو یہ بولا کہ جی اگر ایسی situation آتی ہے at least ہمیں inform کریں ہمارے جو ڈسٹرکٹس ہیں وہ densily populated ہیں ہمارا جو نصیر آباد ڈویژن ہے at least ہم تقریباً 17,15 لاکھ کی آبادی ہے تو اگر ہمیں یہ تھوڑا پہلے بتا دیں گے تو ہم اس کے اوپر تھوڑا بہت react کریں گے۔ دوسرا آپ کا جو ہیلتھ کا آ رہا تھا۔ میں نے کبھی ہیلتھ پر بات نہیں کی لیکن آج میں کرنا چاہوں گا۔ ہیلتھ پہ دیکھیں جب آپ کی positive چیزیں آ رہی ہوتی ہیں سر! ان کو consider کرنا ہوتا ہے اور کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جہاں آپ کی restrains ہوتی ہیں مجھے یہ بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ law مجھے اجازت دیتا ہے یا نہیں دیتا اور اگر ایک اچھا آفیسر ہے تو مجھے اس سچے آفیسر کی سپورٹ کرنی چاہئے۔ debateable ہے ٹھیک ہے آپ موقع دیں سر! تو یہ آپ کو آگے future میں، آج ہم نے اگر بغیر سوچے سمجھے ایک فیصلہ لیا چھوٹا سا

میں آپ سے ذکر کرنا چاہ رہا ہوں۔ایک فائل آئی تھی میرے پاس۔جب میں نے اُس فائل کو go through کیا تو اس میں بہت سارے خدشات تھے۔.And I did not signed that file کیونکہ میں دیکھ رہا تھا کہ یہ غلط کام میں نہیں کروں گا۔تو اس طرح کی چیزیں اگر کوئی ہوتی ہیں تو ہمیں اُسکو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ میں صحیح ہوں وہ غلط ہے۔

جناب اسپیکر: جب پوری discussion چل رہی تھی آپ نے اس میں participate نہیں کیا۔

وزیر محکمہ امور حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: سر! میں نے تین دفعہ کیا مگر آپ نہیں تھے۔

جناب اسپیکر: چلیں any way۔

وزیر محکمہ امور حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: لیکن اچھا کیا آپ نے موقع دیا۔

جناب اسپیکر: چلیں آپ کو وہ ڈیزاسٹر آرہا ہے اس کا نیچرل ڈیزاسٹر۔

وزیر محکمہ امور حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: سر! kindly اس پہ آپ جو نیکسٹ سیشن ہے اس پہ ہمیں ضرور بتائیں کہ اس پہ ہماری کیا تیاری ہے، thank you

جناب اسپیکر: thank you منسٹر فنانس پلیز۔سر مائیک آن کریں۔

وزیر محکمہ خزانہ: شکریہ سر۔غالباً دو تین دن پہلے میری ڈی جی، پی ڈی ایم اے سے بات ہوئی وہ اپنی مکمل ٹیم کے ساتھ اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی ٹیم، اریگیشن کی ٹیم دیگر ڈیپارٹمنٹس کی وہاں پہ موجود ہیں تو بالکل اللہ پاک نہ کرے کہ فلڈ اُس لیول تک پہنچے جو علاقوں کو خالی کرنا پڑ جائے لیکن ٹیمیں وہاں پہ پوری طرح موجود ہیں تو منسٹر صاحب کا جو کنسرن ہے اس حوالے سے وہ بالکل جائز ہے۔تو ہم ایک ہی ٹیم میں اکٹھے ہو کر اسی ٹیم سے جو وہاں موجود ہے ان سے انشاءاللہ مزید رابطہ کرتے ہیں جہاں ان کو مشکلات درپیش ہیں انشاءاللہ ان کو حل کریں گے۔

جناب اسپیکر: thank you

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: منسٹر صاحب نے یہاں پہ جو فلڈ کے بارے میں کہا حقیقتاً میں بتاؤں یہاں کینال کے جہاں بیراج ہیں اِس وقت کل کا میرے پاس آیا ہوا ہے تقریباً چار لاکھ کیوسک ہے آپ کے گڈو پر۔اِس وقت پٹ فیڈر کینال میں پانی نہیں ہے لوگوں کو پینے کے لیے۔ہم کہتے ہیں کہ یہاں فلڈ آرہا ہے۔میرا حلقہ انتخاب متاثر ہو رہا ہے اس میں جناب اسپیکر صاحب! ہمارے لوگوں نے کل ہڑتال کی ہے روڈز بند کیا ہے کہ ہمارے پاس پینے کے لیے پانی نہیں ہے اُس جگہ پر تقریباً چار پانچ ماہ ہوئے ہیں لوگوں کو پینے کا پانی نہیں مل رہا ہے۔اور ہم کہتے ہیں کہ یہاں فلڈ آرہا ہے ہمیں بتایا جائے کہ کتنا کیوسک ہے یہاں ڈیلی انڈیکس جو آتا ہے اس وقت جو گڈو پر چار لاکھ کیوسک ہے وہیں پہ تقریباً کہتے ہیں کہ 10 لاکھ سے above ہو جائے یا نو لاکھ سے پھر یہاں پہ خطرہ لاحق ہو جاتا ہے

اللہ معاف کرے یہ یہ علاقے ڈوب جائیں گے۔ بارشیں یہاں ہیں ہی نہیں۔اور ہم یہی کہتے ہیں کہ بھئی ہمیں خطرہ ہے کہ ہم ڈوب جائیں گےکل میرا حلقہ انتخاب متاثر ہے اس وقت لوگوں کو پینے کے لیے پانی نہیں ہے۔اور کل کا اخبار دیکھ لیں کہ ہماری N-65 تقریباً پانچ گھنٹے بند ہوئی ہے اس پانی کے لیے۔لوگوں کو پانی مل نہیں رہا ہے۔

جناب اسپیکر: ok thank you very much پی ڈی ایم اے کے منسٹر صاحب نے جیسے کہا ان کو بھی الرٹ کیا گیا ہے اور انشااللہ وتعالی what ever ہو جو بھی possible ہوگا گورنمنٹ لیول پر آپ کی assistance ہوگی انشاء اللہ۔ اپنا محمد خان لہڑی صاحب! کل نہیں پرسوں ایک بجے میٹنگ ہوگی کیسکو چیف کے ساتھ اور اس میں سیکرٹری انرجی کو بھی اطلاع کی جائے اُنکو بھی حاضر کیا جائے۔اور Minister for Energy! if you are willing to attend it. تو kindly آپ بھی آجایئے گا۔ Thank you very much

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز بدھ مورخہ 10 ستمبر 2025ء بوقت دوپہر تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 05ر13 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆